قرآن مجید اور مستشرقین

غلط فہمیوں کا جائزہ

مولانا محمد جرجیس کریمی

Marfat.com

Marfat.com

قرآن مجید اور مستشرقین

غلط فہمیوں کا جائزہ

DATA ENTERED
M-2962-44

مولانا محمد جرجیس کریمی

ملک اینڈ کمپنی

Marfat.com

297.471
G 29152
۱۵۹۳۴۸

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : قرآن مجید اور مستشرقین غلط فہمیوں کا جائزہ

نام مؤلف : مولانا محمد جرجیس کریمی

اہتمام : ملک ساجد قادر

مارکیٹنگ مینیجر: ملک اسد علی قاسمی

مطبع : گنج شکر پرنٹرز

سن اشاعت : 2017

قیمت : 220 روپے

ملک اینڈ کمپنی

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔54000

03214021415، 042-37248209

Marfat.com

ترتیب

پیش لفظ ۷

استشراق کا تاریخی پس منظر ۹

استشراق کی لغوی تعریف ۹

اصطلاحی تعریف ۹

مشرق ومغرب کی تقسیم ۹

مشرق ومغرب کی مغربی تقسیم ۱۰

مشرقی علوم ۱۰

مشرقی علوم کی مغربی تقسیم ۱۰

استشراق کی تحریک کے بارے میں محققین کی آرا کا خلاصہ ۱۱

یہودیت اور استشراق ۱۱

عیسائیت اور استشراق ۱۳

استشراق اور صلیبی جنگیں ۱۴

اسلام اور اہل اسلام کے خلاف فتنوں کی یلغار ۱۵

استشراق کے اور دوسرے اسباب ۱۵

مذہبی ۱۵

معاشی ۱۵

علمی ۱۶

ذاتی دلچسپی ۱۶

استشراق عہد بہ عہد، منزل بہ منزل ۱۶

مستشرقین کی قسمیں ۱۷

Marfat.com

استشراق، مقاصد اور طریقۂ کار ۱۷
استشراق کا مستقبل ۱۸
قرآن مجید پر مستشرقین کے اعتراضات ۱۹
داخلی اعتراضات ۲۱
عقیدۂ توحید اور اللہ پر اعتراض ۲۱
عقیدۂ آخرت پر اعتراض ۲۲
تخلیقِ آدم، سجدۂ ملائک اور مستشرقین ۲۲
ذریت آدم کی گواہی پر اعتراضات ۲۳
آسمان و زمین کے سات طبق پر اعتراض ۲۳
عرش، لوح اور میزان پر اعتراض ۲۳
قرآنی تعلیمات پر مستشرقین کے اعتراضات ۲۴
قصص اور تاریخی واقعات پر اعتراضات ۲۵
خارجی اعتراضات ۲۶
قرآن مجید کی عربیت اور مستشرقین ۲۶
بلاغتِ قرآن پر اعتراض ۲۶
جمع و ترتیب پر اعتراض ۲۷
منسوخ آیتوں پر اعتراض ۲۷
خلاصۂ بحث ۲۸
قرآن مجید پر اعتراضات کرنے والے بعض مشہور مستشرقین ۳۱
پروفیسر اجناس گولڈزیہر ۳۱
ولیم کلیر ٹنڈال ۳۲
جورج سیل ۳۳
رچرڈ بیل ۳۴
الفریڈ کیٹویل اسمتھ ۳۵
تھیوڈور نولڈکے ۳۶

Marfat.com

سر ہیملٹن الیگزنڈر روسکین گب	۳۷
آرتھر جان آربری	۳۹
جوزف شاخت	۴۰
ریجس بلاشیر	۴۱
ڈاکٹر اسپرنگر	۴۲
ولیم منٹگمری واٹ	۴۳
ایڈورڈ ونیز برف	۴۳
سر ولیم میور	۴۴
آرتھر جیفری	۴۵
جان برٹن	۴۶
ابن وراق	۴۷
قرآن مجید پر مستشرقین کے اعتراضات کا جائزہ	۴۹
قرآن کا ادبی اعجاز-فصاحت و بلاغت	۵۲
قرآن کا خبری اعجاز-پیش گوئیاں	۵۵
قرآن کا علمی اعجاز-سائنسی انکشافات	۵۸
قرآنی احکام اور طبی حکمتیں	۶۱
ایمان اور ذہنی سلامتی	۶۲
شراب، میڈیکل سائنس اور قرآن	۶۳
سائنس کو قرآن کا چیلنج	۷۰
مستشرقین کے بعض دیگر اعتراضات کے جوابات	۷۴
اللہ، توحید اور عقیدۂ آخرت پر اعتراض کا جواب	۷۵
عرش، لوح، میزان اور تخلیق آدم پر اعتراض کا جواب	۷۷
آسمان وزمین کے سات طبق، قرآن اور سائنس	۷۸
قرآنی تعلیمات پر اعتراضات کے جوابات	۷۹
قصص اور تاریخی واقعات پر اعتراض کا جواب	۸۰

Marfat.com

قرآن مجید کی عربیت پر اعتراض کا جواب	۸۱
قرآن مجید کے نسخ پر اعتراض کا جواب	۸۲
قرآن مجید میں تکرار اور صرف ونحو کی غلطیاں	۸۳
جمع وترتیب پر اعتراض کا جواب	۸۳
قرآن مجید سے متعلق مستشرقین کی کاوشیں	۸۷
مآخذ ومراجع	۱۱۰
ضمیمہ ا	۱۱۲
ضمیمہ ۲	۱۱۶

PANJAB UNIVERSITY LIBRARY

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

استشراق اور مستشرقین کا موضوع نہایت سنجیدہ موضوع ہے لیکن اس کی طرف توجہ کم کی گئی ہے۔ علمائے اسلام میں چند ہی نے اس کو اپنی تحقیق کا مستقل موضوع بنایا ہے ورنہ عام طور سے اس کو نظر انداز کر دیا گیا۔ بظاہر اس موضوع پر جتنا کام ہونا چاہیے تھا اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوا ہے۔

مستشرقین نے اسلامی علوم وفنون خاص کر قرآن وسیرت نبویؐ کو مطالعہ کا موضوع بنایا ہے۔ بایں اعتبار اس کی اہمیت مزید دوچند ہو جاتی ہے کہ انھوں نے اس پر طرح طرح کے اعتراضات بھی کیے ہیں۔

اسلام سے متعلق مستشرقین کی غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کا ازالہ ایک دینی فریضہ ہونے کے ساتھ دعوت وتحریک کا بھی ایک حصہ ہے۔ اسی غرض سے اس موضوع کا انتخاب کیا گیا۔ ۱۹۹۹ء میں اس کا طبع اول منظر عام پر آیا تھا، اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ اس نے اس کو علمی حلقے میں غیر معمولی مقبولیت عطا کی۔ عرصہ سے خواہش تھی کہ اس پر نظر ثانی کر کے بعض مشہور مستشرقین کا مختصر تعارف اور قرآن مجید سے متعلق ان کا نقطۂ نظر بیان کیا جائے۔ اللہ کا شکر ہے کہ تقریباً سترہ (۱۷) مستشرقین کا مختصر تعارف اور قرآن مجید سے متعلق ان کا نقطۂ نظر اس میں شامل کیا جا رہا ہے۔ اس طرح ضمیمہ نمبر ۲ کے تحت قرآن مجید اور مستشرقین پر لکھی گئی عربی کتب کی ایک طویل فہرست بھی شامل کی جا رہی ہے تا کہ اس موضوع پر تحقیق کرنے والوں کو رہنمائی حاصل ہو۔

اس کتاب کی تیاری کے تعلق سے میں ادارہ تحقیق کے ذمہ داران خصوصاً صدر ادارہ

Marfat.com

استاذ محترم مولانا سید جلال الدین عمری مدظلہ العالی و سکریٹری ادارہ ڈاکٹر صفدر سلطان اصلاحی زید مجدہٗ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ ان کی خصوصی توجہ سے یہ کتاب تیار ہوئی اور شائع بھی ہورہی ہے۔ ادارہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی لائبریری کے ذمہ داران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، جنھوں نے خندہ پیشانی کے ساتھ ضرورت کی ہر کتاب سے استفادہ کا موقع عنایت فرمایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ ۔ قرآن مجید اور مستشرقین

محمد جرجیس کریمی

۱۰؍جنوری ۲۰۱۶ء

Marfat.com

استشراق کا تاریخی پس منظر

استشراق کی لغوی تعریف

استشراق کا لفظ شرق کے مادہ سے استفعال کے وزن پر ہے، جس کے معنی مشرقی بننے، یا مشرقیت حاصل کرنے کے ہیں۔

اصطلاحی تعریف

اصطلاح میں مستشرق اس مغربی غیر مسلم عالم کو کہا جاتا ہے، جس نے مشرقی علوم وفنون کو حاصل کیا ہو۔

مشرق ومغرب کی تقسیم

یہ ایک فطری بات ہے کہ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ اور اس کے کنارے کو مشرق اور اس کے غروب ہونے کی جگہ اور اس کے کنارے کو مغرب کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ

(البقرہ:۲۵۸)

''اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، تو ذرا اسے مغرب سے نکال لا۔''

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ط يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ O

(البقرہ:۱۴۲)

Marfat.com

"اے نبیؐ، ان سے کہو: مشرق اور مغرب سب اللہ کے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔"

ان آیتوں میں مشرق و مغرب کا مفہوم وہی ہے جس کا کہ سورج کے طلوع و غروب کے وقت مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ اہل مغرب اس کو جس خاص تناظر میں بیان کرتے ہیں اس سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

مشرق و مغرب کی مغربی تقسیم

ابتدا میں مشرق و مغرب کی اصطلاح کو ایک جغرافیائی اور فطری واقعہ کے اظہار کے لیے استعمال کیا گیا، لیکن بعد میں یہ چیز دو تہذیبوں کے درمیان فرق کی علامت بن گئی۔ اب ان میں سے ایک کا استعمال مادی، فکری اور علمی پسماندگی کے اظہار کے لیے ہوتا ہے، جب کہ دوسرا اس کے برعکس ہر چیز کی ترقی کی علامت ہے۔ آج مغرب کا لفظ ہر مشرقی ذہن کو مرعوب کردینے کے لیے کافی ہے۔

مشرقی علوم

یوں تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ علوم جو مشرق میں ہیں یا مشرقیوں نے ایجاد کیے ہیں، مگر عرف عام میں ان سے وہ علوم مراد ہیں جو کل مشرقی دنیا یا اس کے کسی حصہ یا قوم کی زبان، مذہب، فن اور تہذیب کو بتائے۔ یہ ان کا عمومی مراد ہے جس پر ان کا اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن مستشرقین کے نزدیک ان سے عام طور پر علومِ اسلامیہ مراد لیا جاتا ہے۔

مشرقی علوم کی مغربی تقسیم

اہل مغرب نے جس طرح دنیا کو دو حصوں میں بانٹ کر ایک کو دوسرے سے ممتاز کردیا اسی طرح انھوں نے علوم کو بھی دو خانوں میں بانٹ کر ایک کا مرتبہ بڑھا دیا اور دوسرے کا گھٹا دیا۔ اہل مغرب علوم شرقیہ کی اصطلاح سے پسماندہ اور بے قدر علوم کی قسم مراد لیتے ہیں، جب کہ اس کے برعکس مغربی علوم سے ترقی یافتہ علوم مراد لیے جاتے ہیں۔

علم، علم ہے خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں۔ جہاں تک مغربی علوم کی ترقی یافتہ

Marfat.com

ہونے کی بات ہے تو یہ بات اب پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ مغرب کی تمام تر سائنسی ترقیاں اسلامی سائنس کی رہین منت ہیں اور جن علوم کو آج وہ بے قدر سمجھتے ہیں وہ کسی دور میں اہمیت کے حامل تھے۔ لیکن اہل مغرب نے جس طرح دنیا کو دو حصوں میں بانٹ کر اہل مشرق کے دل میں احساس کمتری کا خنجر چلایا ہے اسی طرح علوم کی مشرقی و مغربی تقسیم سے ان کا مقصد مشرق والوں کو مرعوب کرنا ہے۔

استشراق کی تحریک کے بارے میں محققین کی آرا کا خلاصہ

استشراق اور مستشرقین کی تاریخ اور تحریک کے بارے میں محققین نے اب تک جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ ایک تحریک ہے جو عیسائیوں اور یہودیوں کی طرف سے صلیبی جنگوں کے بعد اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برپا کی گئی ہے۔ اس نے اپنے آغاز سے لے کر اب تک مختلف مراحل طے کیے ہیں۔ جن میں خطوط کار، طریقہ کار اور لب و لہجہ تو اگرچہ بدلتا رہا ہے لیکن بنیادی مقصد میں کبھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے۔ ہاں البتہ اس کو سربستہ راز رکھنے کی ہمیشہ کوشش کی گئی ہے۔ علمی دنیا میں آج اس کی ایک عالمی حیثیت اور مقام ہے جس کے لیے دنیا بھر میں سینکڑوں اور ہزاروں ادارے قائم ہیں، جہاں پر معتد بہ موضوعات پر کام ہو رہا ہے۔ کام کی نوعیت وہی پرانی ہے یعنی جس کے لیے یہ تحریک برپا کی گئی تھی البتہ اس میں عام علمی تحقیقات کے کچھ نئے موضوعات بھی داخل کر لیے گئے ہیں تاکہ عامۃ الناس کے روبرو ان کے شبہ کی رونمائی دشوار نہ رہے اور ان کی علمی تحقیقات کا بھرم قائم رہے۔

استشراق یہودیوں اور عیسائیوں کی اسلام مخالف ایک تحریک ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس کارخیر کے لیے یہی لوگ میدان میں کیوں آئے؟ تو اس کا ایک تاریخی پس منظر ہے۔ سب سے پہلے اس پر روشنی ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

یہودیت اور استشراق

تاریخی طور پر یہودیت یعقوب علیہ السلام کے چوتھے بیٹے یہوداہ کی طرف منسوب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد جب ان کی سلطنت دو ٹکڑوں میں تقسیم

Marfat.com

ہو گئی تو اس کے ایک حصہ کے مالک یہوداہ کی نسل کے لوگ ہوئے اور دوسرا حصہ یعقوب کی دوسری آل اولاد کو ملا، لیکن گردش دوراں نے اس کو جلدی نیست و نابود کر دیا اور صرف اول الذکر نسل باقی رہ گئی، جس پر یہوداہ کی نسل کے غلبے کی وجہ سے یہود کا اطلاق ہونے لگا۔ اس نسل کے اندر سینکڑوں برس میں عقائد، رسوم اور مذہبی ضوابط کا جو ڈھانچہ تیار ہوا یا اس کے مذہبی اور سیاسی رہ نماؤں نے تیار کیا اس کا نام یہودیت ہے۔ اس نے اپنے آغاز سے لے کر اب تک تاریخ کے بہت دور دیکھے اور ہر دور میں اس نے خدا کے احکام کی نافرمانی اور سرکشی کی مثال قائم کی ہے۔

یہوداہ نامی شخص یعقوب علیہ السلام کا بیٹا تھا اور وہ اسحاق علیہ السلام کے بیٹے اور ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے جن کو اللہ کی طرف سے اسرائیل کا خطاب ملا تھا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو اس کے آباؤ اجداد وہ لوگ ہیں جو خدا کے برگزیدہ اور پیغمبر تھے۔ قرآن نے بھی اس کے اس شرف وفضیلت کا حوالہ دیا ہے۔

یہوداہ نسل کے لوگ ابتدا میں اپنے آباؤ اجداد کے حوالے ہی سے ہر کام کرتے تھے لیکن امتدادِ زمانہ کے ساتھ ان کی خدا پرستی کی خاندانی روایتیں معدوم ہوتی گئیں اور بالآخر نیم مذہبی اور نیم سیاسی رہ نماؤں نے مذہب کی جو شکل وصورت تیار کی اس کا دین ابراہیمی سے کچھ تعلق نہ رہا اور اس طرح یہودیت ایک مذہب بن گئی۔

یہودیت کا نہ صرف اصل دین سے کچھ تعلق نہیں ہے بلکہ اس نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی اور اس کے خلاف معاندانہ روش اختیار کی ہے۔ اصل دین کے پیغمبروں اور ان کے پیروؤں کے خلاف سازشیں بھی کی ہیں، چنانچہ توریت کے زمانۂ نزول سے لے کر قرآن کے نزول تک کے دور کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس دوران جتنی کتب سماویہ نازل ہوئیں ان کا اس نے تیا پانچہ کر کے رکھ دیا۔ اسی طرح جتنے پیغمبر آئے ہر ایک کی شخصیت کو مسخ کرنے کی کوشش کی۔ مثال کے طور پر توریت، زبور اور انجیل یہ یہودیوں کی ہدایت کے لیے نازل شدہ مشہور کتابیں ہیں اور اس قوم کے افراد پر نازل ہوئیں، مگر ان میں تحریف وترمیم کی خدمت بھی بدقسمتی سے اسی قوم نے انجام دیا۔ اسی طرح انبیاء کی تاریخ میں جتنی مخالفتوں کا سامنا ان کے پیغمبروں کو کرنا پڑا، کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کو اتنی مخالفتوں کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ تاریخی شواہد اس

Marfat.com

بارے میں موجود ہیں کہ یہی وہ قوم ہے جس نے نبیوں کو قتل بھی کیا ہے۔ ان پر تہمتیں لگانا تو گویا اس کے لیے کوئی بات ہی نہیں ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس نے اپنی کتابوں میں تحریفیں کیں۔ اپنے پیغمبروں کی شخصیتوں اور ان کی عظمت کو داغ دار کیا تو اس کے پاس اور اس کے لیے شرف و عزت کی کوئی بات نہ رہ گئی۔ یوں بھی یہ گمراہی کی پہلے سے شکار ہو چکی تھی پس جب عرب کی سرزمین اور قریش خاندان سے رشد و ہدایت کا آخری نیّرِ درخشاں طلوع ہوا تو اس کی آنکھیں چندھیا گئیں اور بغض و حسد سے یہ جل اٹھی، چنانچہ تاریخی طور پر یہ بات مانی جاتی ہے کہ اسلامی تحریک کو مکی دور میں جن مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا ان سے کہیں بڑھ کر مخالفتوں کا سامنا مدنی دور میں کرنا پڑا۔ مکی دور میں کھلے انداز میں مخالفت کی گئی لیکن مدینہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ منافقت سے لے کر قرآن اور اسلامی تعلیمات پر اعتراضات تک ان سب کی کڑیاں یہودیوں سے جا کر ملتی ہیں۔ آج بھی اسلام کے خلاف کام کرنے والی سب سے سرگرم قوت یہی یہودی ہے اور استشراق اس کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ

(المائدہ: ۸۲)

"تم اہلِ ایمان کی عداوت میں سب سے زیادہ سخت یہود اور مشرکین کو پاؤ گے۔"

عیسائیت اور استشراق

معروف معنی میں یہودیت کی طرح عیسائیت بھی ایک مذہب ہے، جو عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے لیکن حقیقی معنوں میں اس کا بھی اصل دین سے کچھ تعلق نہیں ہے کیوں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے جس دین کی دعوت دی تھی وہ اس سے مختلف ہے جس کی دعوت آج کے عیسائی دیتے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ امتدادِ زمانہ کے ساتھ جب یہود قوم میں اخلاق و عمل کا فساد پیدا ہوا اور اس نے موسوی تعلیمات سے عملی طور پر دوری اختیار کر لی تو ضرورت متقاضی ہوئی کہ اصلاح کا کوئی سامان ہو۔ چنانچہ خالق دوجہاں نے اسی قوم کے ایک گھرانے میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کو معجزانہ خلقت بخشی اور ان پر اپنا پیغام نازل کیا اور انھوں نے قوم کی اصلاح کرنی

Marfat.com

شروع کی مگر ان کی کوششیں بار آور نہ ہوسکیں اور وہ خود نا مساعد حالات سے دو چار ہوئے حتیٰ کہ رب عرش عظیم نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔

گرچہ بنی اسرائیل کی اکثریت نے آپ کی دعوت کو ٹھکرادیا تاہم کچھ لوگوں نے لبیک کہا۔ عام یہودیوں نے ان کو گمراہ قرار دے کر یہودی قومیت سے الگ کر دیا۔ یہی گروہ آگے چل کر نصاریٰ یعنی عیسائی کے نام سے متعارف ہوئے، لیکن اس نے بھی ان قدروں کو باقی نہ رکھا جن کو اس کے نبی بتا گئے تھے، بلکہ اس نے ان میں تحریفیں کیں اور بے بنیاد باتوں کو اس سے جوڑ دیا نتیجہ کے طور پر اس کی بھی شکل ایسے ہی بگڑ گئی جیسی کہ یہودیت کی بگڑی ہے۔ یہودیوں کی طرح عیسائیوں نے بھی ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بغض وعناد کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ اس بات کا فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ ان میں سے کون زیادہ سخت ہے۔ انداز کار میں فرق ہوسکتا ہے لیکن معاندانہ جذبے میں شاید ہی کچھ فرق یا کمی وبیشی ہو۔ عہد نبوی میں جنگ موتہ اور اس کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں بعض بڑی جنگیں خالص عیسائیوں سے ہونا اس کا کافی ثبوت مہیا کرتا ہے۔ موجودہ دور میں بھی اس کی اسلام مخالف سرگرمیاں یہودیوں سے کم نہیں ہیں۔ تبلیغی مشنریاں اور استشراق بھی انہی کا حصہ ہے۔

استشراق اور صلیبی جنگیں

محققین نے عام طور پر صلیبی جنگوں کو استشراق کا فوری سبب قرار دیا ہے جو ۱۰۹۹ء سے لے کر ۱۴۶۴ء تک کے دوران اہل اسلام اور اہل کلیسا (یورپ) کے درمیان لڑی گئیں۔ یہ مشرق وسطیٰ کی سرزمین میں پیش آئی تھیں اور ان میں اہل کلیسا کو شکست ہوئی تھی، جس کے بعد انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک دوسرا محاذ کھول دیا، وہ محاذ یہی استشراق کا ہے۔ بظاہر اس کا مقصد اسلام اور اسلامی علوم وفنون کا مطالعہ ہے مگر بہ باطن یہ صلیبی جنگوں کی ناتمام مرادوں کی تکمیل ہے جس کے لیے شمشیر وسنان کام نہ آئی اس کے لیے نوک خامہ کو حرکت میں لایا گیا۔ جنگ تو وہ بھی تھی جنگ یہ بھی ہے، مگر دونوں کا انداز بدل گیا ہے وہاں فوجوں کا ٹکراؤ تھا یہاں محققین کی آزمائش ہے۔ اس میں سپاہیوں نے جانیں نچھاور کیں یہاں علما اپنی صلاحیتوں کو صرف کریں گے۔ اُن میں جان ومتاع کا نقصان ہوا، اِس میں ایمان وعقیدہ کا سوال ہے۔ اُن

Marfat.com

میں خون بہا، اس میں روشنائی بہے گی۔ ان میں میدانِ کارزار سرخ ہوئے اس میں صفحات سیاہ ہوں گے۔ وہ جنگیں ختم ہو گئیں مگر یہ کبھی نہ ختم ہونے والی جنگ ہے۔

اسلام و اہل اسلام کے خلاف فتنوں کی یلغار

استشراق اسلام مخالف تحریکوں، سازشوں اور فتنوں کا ایک حصہ ہے، یہ اس کا کل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار فتنے اور سازشیں اسلام کے خلاف کام کر رہی ہیں، جیسے نظریہ ارتقاء، دہریت، سرمایہ داری، اشتراکیت، آزادی نسواں، استعماریت، جدیدیت، مابعد جدیدیت، اسلامی دہشت گردی، اباحیت پسندی (جنسی آزادی)، نیو ورلڈ آرڈر، اسلاموفوبیا، یہ سارے فتنے دراصل اسلام ہی کے خلاف وضع کیے گئے ہیں۔ یہاں ان کی تفصیل کا موقع نہیں ہے مگر استشراق کے تاریخی پس منظر کو سمجھنے کے لیے اس کی طرف اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوا تاکہ اندازہ ہو جائے کہ استشراق کی تحریک کن نظریوں کے ساتھ پروان چڑھی ہے۔

استشراق کے اور دوسرے اسباب

یوں تو استشراق کا ایک سبب صلیبی جنگیں ہیں جس کو اس کا سیاسی سبب کہا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کچھ دوسرے اسباب ہیں، جن کی وجہ سے اس کو فروغ اور ترقی ملی۔ ان میں سے بعض اسباب یہ ہیں:

۱-مذہبی ۲-معاشی ۳-علمی ۴-ذاتی دلچسپی

ذیل میں ان کی قدرے تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

(۱) مذہبی

واضح الفاظ میں اگر کہا جائے کہ اسلام اور اسلامی علوم وفنون کے مطالعہ کا اولین محرک مذہبی تقاضے ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے اندر ایک داخلی تحریک ہمیشہ سے موجود رہی ہے کہ وہ اسلام کا مطالعہ کریں، یہی داخلی تحریک بعد میں استشراق کی وجہ بنی۔

(۲) معاشی

مستشرقین کے ایک بڑے گروہ نے علوم شرقیہ کی طرف صرف اس لیے توجہ مبذول کی

Marfat.com

کیونکہ اس کے ذریعہ معاشی کفالت ہوتی تھی۔ اسکالرشپ کے بطور موٹی موٹی رقموں میں جو کشش ہوسکتی ہے وہ محتاجِ بیان نہیں اور جب کہ اس کے ساتھ اور دوسرے مقاصد بھی پورے ہو رہے ہوں۔

(۳) علمی

فارسی کا مقولہ ہے ''خانۂ خالی را دیو می گیرد'' یعنی خالی اور ویران گھر میں دیو بس جاتا ہے۔ اسلامی علوم وفنون کی ترویج واشاعت کا جو کام علماء اسلام اور مسلم مفکرین کو کرنا چاہیے تھا جسے وہ بوجوہ نہیں کر پا رہے تھے اس کو ان مستشرقین نے انجام دیا۔ اس پہلو سے مستشرقین بہر حال ستائش کے قابل ہیں کہ انھوں نے علوم شرقیہ خاص کر اسلامی علوم وفنون کے ایک بہت بڑے ورثہ کو تاریک کوٹھریوں سے نکال کر منظر عام پر لائے اور اس کی اشاعت وترجمہ کا سامان کیا۔

(۴) ذاتی دلچسپی

مستشرقین میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو محض ذاتی داعیہ کے تحت استشراق کے میدان میں آئے ان کے سامنے اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا محرک نہیں تھا گرچہ بعد میں وہ دوسرے مقاصد کے لیے بھی استعمال ہونے لگے تاہم اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ذاتی دلچسپی بھی استشراق کا ایک سبب ہے۔

استشراق عہد بہ عہد، منزل بہ منزل

موجودہ حالت میں استشراق جس شکل میں ہے یہ اس کی ترقی یافتہ شکل ہے ابتدا سے اب تک مختلف مراحل طے کیے ہیں۔ محققین نے ان کو پانچ مراحل میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) پہلا مرحلہ صلیبی جنگوں سے پہلے کا ہے جس میں اسلامی فتوحات خصوصاً فتح اندلس کے زیر اثر اہل یورپ میں اسلام اور اسلامی علوم وفنون کے مطالعہ کی خواہش پیدا ہوئی۔

(۲) دوسرا مرحلہ صلیبی جنگوں کا ہے۔ جس میں مرحلۂ اولیٰ کی ''خواہش'' تحریک بن گئی کیونکہ ان جنگوں میں اہل صلیب کی شکست خوردگی نے گویا آگ پر تیل کا کام کیا۔

(۳) تیسرا مرحلہ استعماری دور کا ہے جس میں اسلامی علوم وفنون کے مطالعہ کے لیے

Marfat.com

اہلِ یورپ نے اپنے یہاں ادارے قائم کیے۔

(۴) چوتھا مرحلہ استعماری دور کے زوال کا ہے جس میں اہلِ یورپ مشرقی مملکتوں سے واپس جارہے تھے، لیکن اپنے ساتھ علمی ذخیروں کو بھی لے جارہے تھے۔ گویا وہ مشرقیوں پر معنوی قبضہ کے لیے اب بھی فکر مند تھے۔

(۵) پانچواں مرحلہ عہد جدید کا ہے جس میں نئے تقاضوں اور نئے رجحانات کے پیش نظر لب ولہجہ بدل دیا گیا ہے۔

مستشرقین کی قسمیں

علامہ شبلی نعمانی نے مستشرقین کو بنیادی طور پر دو قسموں میں تقسیم کیا ہے جو یہ ہیں:

(۱) براہِ راست اصلی مآخذ سے استفادہ کرنے والے مستشرقین۔

(۲) بالواسطہ ماخذوں سے استفادہ کرنے والے مستشرقین، یعنی جنھوں نے تراجم سے استفادہ کیا ہے۔

استشراق، مقاصد اور طریقۂ کار

یہ بات پہلے بیان کی جاچکی ہے کہ استشراق کا بنیادی مقصد اسلامی تحریک کو بے روح کرنا ہے لیکن اس کے ساتھ کچھ اور بھی ذیلی مقاصد تھے، جن کے حصول کے لیے استشراق کو منظم تحریک کی شکل ملی۔ ان کی طرف مختصراً اشارہ کیا جاتا ہے:

(۱) استشراق کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کو ذہنی اور فکری طور پر احساس کمتری میں مبتلا کردیا جائے۔ اس کے لیے بڑے بڑے مرعوب کن ادارے قائم کیے گئے۔

(۲) دوسرا مقصد اسلام کی عملی اسپرٹ کو بے اثر کردینا ہے جس کے لیے اسلام اور اس کی تعلیمات پر اوچھے انداز میں اعتراضات کیے جاتے ہیں۔

(۳) تیسرا مقصد مسلمانوں کے بین الملی اتحاد کو زک پہنچانا ہے۔ اس کے لیے انھوں نے قومیت کے نعرہ کو بطور حربہ استعمال کیا جو کافی کارگر ثابت ہوا۔

(۴) چوتھا مقصد یہ ہے کہ مسلم محققین اور علماء کی توجہ مثبت اور تعمیری کام سے ہٹا کر منفی

Marfat.com

اور دفاعی کام کی طرف پھیر دیا جائے اس کے لیے انھوں نے ایک نفسیاتی حربہ استعمال کیا مثلاً اسلام اور اسلامی تعلیمات پر بیہودہ گوئی کی حد تک اعتراضات کیے تا کہ وہ جذبات میں آ کر کچھ سے کچھ کرنے اور کہنے لگیں۔ ابتدا میں یہ حربہ بہت موثر ثابت ہوا تھا لیکن بعد میں علمائے اسلام نے اپنی اس کمزوری پر قابو پالیا اور مستشرقین نے بھی اپنا رویہ خاصا تبدیل کرلیا ہے اور اب وہ ہر بات کو تحقیق کے رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

استشراق کا مستقبل

جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ "ہر کمالے راز وال است" یعنی ہر کمال کے لیے زوال ہے۔ استشراق اپنی تمام تر کوششوں اور وسائل کے باوجود اب روبہ زوال ہے۔ مغربی اسکالروں کے اندر اب وہ پہلے کی سی دلچسپی باقی نہیں رہی اور نہ ہی اب ان کی پوری طرح حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ مسلمان محققین کا خیال ہے کہ ہوسکتا ہے کہ مستقبل میں تحریکِ استشراق علوم شرقیہ کے تعلق سے محض ایک تحقیقی ادارہ بن کر رہ جائے تاہم ابھی وہ اپنی اساسی خطوط ہی پر چل رہی ہے اور کم از کم مستقبل قریب تک اس میں تبدیلی کی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی۔ ۹/۱۱ کے واقعہ کے بعد اسلام مخالف لہر نے تحریک استشراق میں نئی جان ڈال دی ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید پر مستشرقین کے اعتراضات

یوں تو استشراق کی ابتدا اسلامیات کے مطالعہ کی تحریک سے ہوئی، مگر مستشرقین نے عام طور سے اپنی تحقیق ومطالعہ کے لیے جو موضوع منتخب کیا وہ قرآنیات اور سیرت نبویؐ ہے خصوصاً اول الذکر پر انھوں نے زیادہ توجہ مبذول کی ہے۔ مستشرقین کا قرآن یا قرآنی علوم وفنون کی طرف اپنی توجہ کا زیادہ حصہ مبذول کرنے کا ایک خاص پس منظر اور اس کا خاص مقصد بھی ہے۔ جن کے حصول کے لیے ان کے اپنے ذرائع بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں ان کی تحقیق کا قلم ایک خاص رخ پر رواں دواں نظر آتا ہے اور جس کی روانی میں ایک خاص قسم کی راگ وسر کی کیفیت پائی جاتی ہے جو ان تمام کے یہاں قدر مشترک کے طور پر موجود ہے۔

قرآن کا مطالعہ مستشرقین نے جن نقطہ ہائے نظر سے کیا ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ یہ خدا کی کتاب نہیں ہے (نعوذ باللہ) بلکہ محمد (ﷺ) کی تصنیف ہے چنانچہ اس کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے اس پر مختلف پہلوؤں سے اعتراضات کیے ہیں۔ زیر نظر باب میں ان کے بنیادی اعتراضات نقل کیے گئے ہیں۔ یہاں ان کے جوابات نہیں دیے گئے ہیں۔ آگے کے باب میں ان کا جائزہ لیا جائے گا۔

قرآن پر مستشرقین کے اعتراضات کو بنیادی طور پر دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک داخلی اور دوسرا خارجی۔

Marfat.com

داخلی سے مراد وہ اعتراضات ہیں جو قرآن کے عقائد، اس کی تعلیمات، اخبار اور قصص و واقعات پر کیے گئے ہیں۔

خارجی سے مراد وہ اعتراضات ہیں جو قرآن کی زبان، فصاحت و بلاغت، صرف و نحو، جمع و ترتیب اور تجوید و قرأت پر کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

داخلی اعتراضات

عقیدۂ توحید اور اللہ پر اعتراض

بلاشبہ قرآن مجید میں عقائد کے مباحث ہیں جو اسلام کی بنیاد ہیں اور جن پر اس کی عمارت قائم ہے۔ ان میں توحید باری تعالیٰ کا عقیدہ خشت اول کی حیثیت کا حامل ہے، جس کے صحیح شعور اور ادراک، کے بعد ہی اسلام کے اور دیگر عقائد کا تصور ممکن ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کے بہت سارے نام مذکور ہیں جن میں سب سے زیادہ معروف اور کثیر الاستعمال نام ''اللہ'' ہے۔ ہمارے عقیدے کے مطابق ''اللہ'' اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے جس کا استعمال غیر اللہ کے لیے جائز نہیں ہے۔

قرآن میں ''اللہ'' کا ذکر بے شمار مقامات پر ہوا ہے جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مستشرقین کے لیے چوں کہ توحید کا عقیدہ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور ان کی سمجھ سے بالاتر ہے لہٰذا انھوں نے صرف لفظی ترکیب اور ظاہری بناوٹ کی تحقیق کو اپنا موضوع بحث بنایا ہے۔ مشہور مستشرق ڈاکٹر ٹسڈال نے لکھا ہے: ''محمد عربیؐ کے زمانے میں عرب کے لوگ ایک دیوتا اور ایک دیوی کی پرستش کیا کرتے تھے اور یہ دیوی وہی تھی جو یونان میں ''دیوی سوسن'' اور اینا (OVRANIA) کے نام سے موسوم تھی جن کا نام عبرانی زبان میں (OPOTAH) اور (AHIHA,T) ہے۔ مؤخر الذکر نام ممکن ہے بابلستان کا الات (AL-LATU) ہو مگر قرآن کا ''اللت'' ضرور ہے۔ یہ لفظ ''اللہ کی تانیث ہے۔ خود لفظ اللہ (AL-ILAH) کا مخفف ہے اور یہی لفظ خفیف تغیرات کے ساتھ تمام سامی زبانوں میں ''خدا'' کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جس میں حرف تخصیص ''ال''

Marfat.com

شامل کر دیا جاتا ہے پس لفظ اللہ یونان کے لفظ (OOEOS) کے برابر ہے۔''(۱)

مزید لکھتے ہیں کہ ''یہ فرض کرنا درست نہیں کہ عربوں کو توحید باری سے اول اول محمدؐ نے آشنا کیا کیونکہ خود لفظ اللہ کے حروف تخصیص ظاہر کرتے ہیں کہ جو لوگ یہ لفظ استعمال کرتے تھے ان کو کسی حد تک توحید باری کا شعور حاصل تھا۔ الغرض لفظ اللہ خود محمدؐ نے ایجاد نہیں کیا...... اس کا ثبوت حاصل کرنا چنداں دشوار نہیں۔ خود محمدؐ کے والد جو اپنے بیٹے کی ولادت سے قبل وفات پا گئے تھے ''عبداللہ'' نام رکھتے تھے۔ کعبہ عرصۂ دراز سے ''بیت اللہ'' کہلاتا تھا نیز زمانۂ جاہلیت کے ''المعلقات'' میں لفظ اللہ کا استعمال کثرت سے ہوا ہے۔''(۲)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مستشرقین توحید اور اللہ کے عقیدے کو دوسرے ذرائع سے ماخوذ مانتے ہیں۔(۳)

عقیدۂ آخرت پر اعتراض

مستشرقین نے آخرت کے عقیدہ پر بھی اعتراض کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ قرآن دنیا سے روگردانی اور صرف آخرت کی تحصیل کی ترغیب دیتا ہے۔(۴)

اسی طرح مستشرقین نے کہا ہے کہ جنت، جہنم اور فرشتوں کے عقیدے یہودی ذرائع سے ماخوذ ہیں۔(۵) ڈاکٹر ٹسڈال لکھتے ہیں کہ ''جنت اور حوروں کے ساتھ جنات، ملک الموت اور ذرات الکائنات کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ حوروں کا خیال قدیم ایرانی روایات دربارہ (PAIRAKAS) سے لیا گیا ہے جنھیں فی زمانہ اہلِ ایران ''پریاں'' کہتے ہیں، حور سے جس قسم کی مخلوق کا خیال ظاہر کیا جاتا ہے وہ دراصل آریا ماخذ سے لیا گیا اور یہی حال غلمان کا ہے۔ ہندوؤں میں دونوں قسم کی مخلوق کا عقیدہ موجود ہے۔ حوریں سنسکرت زبان میں اپسرائیں اور غلمان ''گندھرب'' کہلاتے ہیں۔(۶)

تخلیق آدم، سجدۂ ملائک اور مستشرقین

تخلیق آدم اور ان کو فرشتوں کا سجدہ کرنا اور ابلیس کا سجدہ سے انکار کر دینے کا واقعہ قرآن میں متعدد جگہ بیان ہوا ہے(۷) نیز احادیث میں بھی اس کی تفصیلات موجود ہیں۔(۸) اس

۱۵۹۳۴۸

Marfat.com

بارے میں مستشرقین کا خیال ہے کہ "یہ تمام قصہ مارسیون (MARCION) کی کتاب سے لیا گیا ہے۔"(۹)

ذریت آدم کی گواہی پر اعتراض

قرآن کے سورۂ اعراف ۱۷۲ میں اس واقعہ کو بیان کیا گیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے ذریت آدم کو گواہ بنا کر پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، تو جواب دیا گیا کہ کیوں نہیں آپ ہی ہمارے رب ہیں۔" اس واقعہ کو مستشرقین نے مجوسی روایات سے ماخوذ بتایا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ لوگوں کی روحیں پہلے سے پیدا شدہ موجود رہتی ہیں مجوسیوں کی رہین منت ہیں۔(۱۰)

آسمان وزمین کے سات طبق پر اعتراض

قرآن میں اس کی صراحت ہے کہ آسمان وزمین کے سات طبق ہیں۔(۱۱) احادیث میں بھی ان کے طبق در طبق ہونے کا تذکرہ آیا ہے۔(۱۲) علمائے اسلام کے نزدیک ان کی تفصیلات کا علم نہیں لیکن آسمان اور زمین کا سات طبق ہونا جزو عقیدہ ہے۔

مستشرقین نے ان تفصیلات کو یہودی روایات سے ماخوذ بتایا ہے۔ ڈاکٹر ٹسڈال لکھتے ہیں کہ "یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ ہندوؤں کے نزدیک بھی سطح زمین کے نیچے ہفت طبقات سفلی اور زمین کے اوپر ہفت طبقات علوی ہیں اور یہ سب طبقات ایک عظیم الجسامت سانپ کے سر پر قائم ہیں، جس کا نام شیش ناگ ہے۔"(۱۳)

عرش، لوح محفوظ اور میزان پر اعتراض

عرش، لوح محفوظ اور میزان کا عقیدہ ایمانیات میں داخل ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی نسبت سے ۲۳ بار عرش کا ذکر آیا ہے۔(۱۴) اسی طرح مذکورہ دونوں چیزوں کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے۔(۱۵) مستشرقین نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ سب قدیم مصری خرافیات سے لی گئی ہیں اور یہ عقیدہ ان مسیحی خیالات کے ذریعہ پہنچا ہے جو صحیفۂ ابراہیمی میں درج ہے اور جو مصر میں پشتہا پشت سے رائج تھے۔ غرض یہ کہ مستشرقین نے جملہ اسلامی عقائد پر اعتراضات کے تیر چلائے

Marfat.com

ہیں اور ان کو دوسری قوموں سے ماخوذ بتائے ہیں۔ مثلاً واقعہ معراج کے بارے میں مستشرق ٹسڈال نے لکھا ہے کہ "یہ روایت صرف یہ ظاہر کرنے کے لیے ایجاد کی گئی تھی کہ محمد (ﷺ) کو بمقابلہ دیگر انبیاء کے خدا کے دربار میں بہت زیادہ رسائی حاصل تھی اور دیگر انبیاء کے مقابلہ میں وہ اللہ کے زیادہ محبوب تھے۔"[۱۶] اسی طرح فرشتوں، اعراف، جہنم اور داروغہ جہنم کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ یہ سب دوسری قوموں کی روایتوں اور قصے کہانیوں سے لی گئی ہیں۔

قرآنی تعلیمات پر مستشرقین کے اعتراضات

مستشرقین نے قرآنی تعلیمات پر مختلف اعتراضات کیے ہیں۔ بنیادی طور پر وہ تین طرح سے ہیں:

(۱) عقائد کی طرح قرآن کی بیشتر تعلیمات بھی دیگر قوموں کی رسوم و رواج سے ماخوذ ہیں۔

(۲) قرآن کی تعلیمات محدود اور چند اخلاقی قسم کی ہیں۔

(۳) قرآنی تعلیمات میں ہر دور کے تقاضوں کا لحاظ نہیں ہے اس لیے اسلام ایک ہمہ گیر مذہب نہیں ہوسکتا۔

ذیل میں ان کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔

قرآنی تعلیمات کی ایک قسم عبادات ہیں۔ ان کے بارے میں مستشرقین کا عام خیال یہ ہے کہ سب یہودیوں کی روایتوں سے لی گئی ہیں یا وہ خود محمد (ﷺ) کے ذہن کی پیداوار ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذٰلک) مثلاً نماز کے بارے میں مستشرقین نے کہا ہے کہ یہ صابی قوم سے لی گئی ہے۔ اس کے یہاں سات اوقات کی نماز پڑھی جاتی تھی۔ نماز میں خشوع وخضوع ضروری ہے، اسی طرح ایک مہینہ کا روزہ بھی اس کے یہاں فرض تھا۔ حجر الاسود کے احترام کی رسم قدیم زمانہ کے عربوں سے لی گئی ہے۔ کعبہ سے متعلق جملہ رسوم یہودیوں سے ماخوذ ہیں۔[۱۷]

مستشرقین نے قرآن کی اخلاقی تعلیمات کو بھی دوسری قوموں کی روایتوں، صحیفوں یا رسوم و رواج سے ماخوذ و مستفاد بتایا ہے۔[۱۸] ان کا کہنا ہے کہ یہ نماز ایک قسم کی فوجی ٹریننگ اور مسجدیں ورزش گاہ ہیں، زکوٰۃ فوجوں کی معاشی استحکام کا ذریعہ ہے اور کلمہ 'لا الٰہ الا اللہ' جنگ کا نعرہ

Marfat.com

ہے۔[۱۹] مزید لکھتے ہیں کہ قرآن میں ایک خاص تعداد میں احکامات ہیں جو زیادہ تر اخلاقیات سے متعلق ہیں۔ اس میں اس قدر کم احکام ہیں کہ ان پر ایک قانون کی بنیاد نہیں قائم ہو سکتی۔[۲۰] لہٰذا قرآن مجید ایک مکمل نظام دے سکتا ہے نہ اس میں ہر زمانے کے تقاضوں کا لحاظ ہے اور نہ ہی اس کے احکامات پر عمل کر کے ایک متمدن اور ''ماڈرن'' زندگی گزارنا ممکن ہے۔

قصص اور تاریخی واقعات پر اعتراضات

قرآن مجید میں جا بجا قصص اور تاریخی واقعات بیان ہوئے ہیں۔ ان کی واقعیت پر ایمان ایسے ہی ضروری ہے جیسے کہ قرآن کی اور دیگر تفصیلات پر ایمان ضروری ہے۔ ان کے بارے میں مستشرقین کا خیال ہے کہ یہ سب عبرت اور نصیحت کے لیے از خود گڑھ لیے گئے ہیں جن کا واقعیت سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ یہاں انھوں نے اخذ واستفادہ کا بھی الزام لگایا ہے اور یہ بات انھوں نے بہ تکرار و باصرار کہی ہے کہ قرآن کے زیادہ تر قصے قدیم پچھلی قوموں سے ماخوذ ہیں۔ مثلاً آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں قابیل اور ہابیل کے واقعہ کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ یہ یہودیوں کی سنی سنائی روایتوں سے ماخوذ ہے۔[۲۱] اسی طرح ابراہیم علیہ السلام اور آتش نمرود کے واقعہ کے بارے میں مستشرقین نے لکھا ہے کہ '' قرآن میں یہ قصہ مسلسل طور پر ایک جگہ بیان نہیں کیا گیا ہے، لیکن مسلمانوں نے اس کے منتشر اجزاء اور اس کی منتشر کڑیوں کو ملا کر ایک مفصل قصہ تیار کر لیا ہے جو اصلاً مرداش ربہ (MIRDASH RABBA) سے ماخوذ ہے۔ اسی طرح ملکہ سبا اور سلیمان، ہاروت ماروت، طور سینا، اصحاب کہف اور مریم اور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے بارے میں مستشرقین کا کہنا ہے کہ یہ سارے قصے یہودیوں کی پرانی کتابوں یا بائبل کے نسخوں سے ماخوذ ہیں۔[۲۲] جن کا مقصد مسلمانوں کو راہِ راست سے ہٹانا ہے۔

Marfat.com

خارجی اعتراضات

قرآن مجید کی عربیت اور مستشرقین

مستشرقین کے اعتراضات قرآن مجید کے نہ صرف عقائد، اس کی تعلیمات اور قصص و تاریخی واقعات پر ہیں بلکہ انھوں نے قرآن کی عربیت کو بھی موضوع بحث بنایا ہے۔

قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ اس کی صراحت خود قرآن نے کردی ہے۔[۲۳] لیکن مستشرقین کا خیال ہے کہ قرآن کی عربیت کامل اور خالص نہیں ہے۔ بلکہ اس میں اور بھی دوسری زبانوں کے الفاظ اور کلمات شامل ہیں، جیسے اللہ کا لفظ کلدانی یا سریانی ''الاہیا'' یا عبرانی ''الوہ'' سے مشتق ہے۔ اسی طرح جنت، جہنم، طاغوت، ملکوت، سکینہ، عدن، تابوت، تورات اور فردوس یہ سارے الفاظ آرامی، عبرانی یا فارسی سے ماخوذ ہیں۔[۲۴]

بلاغتِ قرآن پر اعتراض

قرآن مجید اپنے اسلوب، ترکیب اور نظم عبارت میں فصاحت و بلاغت کے درجۂ اعجاز کو پہنچا ہوا ہے۔ مستشرقین نے اس بارے میں بھی لب کشائی کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ قرآن کا فصاحت و بلاغت میں درجۂ کمال کو پہنچے ہونے کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ وہ خدا کی طرف سے نازل کردہ کوئی کتاب ہے۔ دنیا میں بہت سی ایسی کتابیں ہیں جن کی اپنے فن اور زبان و ادب میں مثال نہیں پیش کی جاسکتی لیکن وہ بہرحال آدمی ہی کی لکھی ہوئی ہیں۔[۲۵]

بعض مستشرقین نے قرآن میں فصاحت و بلاغت کی کمیاں و خامیاں دکھا کر اس کو

Marfat.com

غیر خدائی کتاب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً ان کا کہنا ہے کہ قرآن میں بکثرت تکرار ہے جو کہ بلاغت کے منافی ہے۔ اسی طرح اس میں گنجلک عبارتیں ہیں۔ بعض عبارتوں میں ضمائر کی غلطیاں ہیں مثلاً "هذان خصمان اختصموا فی ربهم" میں هذان اختصما فی ربهما ہونا چاہیے۔ اس طرح سلام علی الیاسین اور طورسینین کی جگہ الیاس طورسینا ہونا چاہیے۔ غرض یہ کہ اس طرح کی اور بھی بہت سی خامیاں دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ قرآن میں بہت سی صرفی و نحوی غلطیاں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر "وقطعناهم اثنتی عشرة اسباطاً" میں عدد کو مؤنث اور معدود کو جمع لایا گیا ہے حالانکہ از روئے قاعدہ عدد کو مذکر اور معدود کو مفرد لایا جاتا۔(۲۶)

جمع و ترتیب پر اعتراض

قرآن کی جمع و ترتیب کے بارے میں مستشرقین کا عام خیال یہ ہے کہ اس کی سورتوں اور آیتوں کی ترتیب میں کوئی منطقی ربط نہیں ہے۔(۲۷) نیز اس کی ترتیب کا کام بعد میں انجام پایا ہے۔ اس بارے میں مستشرق ولیم میور لکھتے ہیں کہ اصلی جلد جو پہلی دفعہ مرتب ہوئی حضرت حفصہؓ کے گھر میں ہوئی اور غور و فکر کے بعد اس پر نظر ثانی کی گئی۔(۲۸) اسی طرح نولدیکے اور ڈاکٹر ٹسڈال کے بقول "نبی کریمؐ کی وفات کے بعد قرآن میں تحریف کی گئی یا بعض آیتیں ضائع ہو گئی تھیں اور پھر دستیاب نہ ہوئیں۔(۲۹)

منسوخ آیتوں پر اعتراض

قرآن میں کچھ آیتیں دوسری آیتوں سے منسوخ سمجھی جاتی ہیں۔ اس بارے میں مفسرین اور علما کا اختلاف ہے کہ وہ تعداد میں کتنی ہیں۔ مستشرقین نے اس بات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے۔ مستشرق ولیم میور لکھتے ہیں کہ "اگرچہ تنسیخ کا آسان عقیدہ قرآن میں تسلیم کیا گیا ہے مگر مسلمان اس اجتماع ضدین کی تطبیق کی حتی الامکان کوشش کرتے ہیں تاہم بہ مجبوری ان کو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ قرآن میں کم از کم دو سو پچیس آیتیں منسوخ ہیں۔(۳۰)

Marfat.com

خلاصۂ بحث

مستشرقین نے قرآن مجید پر جو اعتراضات کیے ہیں ان کی تعداد بہت ہے اور مختلف نوعیتوں سے اعتراضات کیے ہیں۔ مستشرقین کی ذہنیت کو سمجھنے کے لیے ان کو بطور نمونے کے بیان کیا گیا ہے۔ ورنہ یہ مشت از خروارے کی مصداق ہیں۔ مزید وضاحت کے لیے عرض ہے کہ قرآن کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس پر ان کے اوچھے اعتراضات نہ ہوں حتیٰ کہ انھوں نے حروف مقطعات اور قرآن کی تجوید و قرأت پر بھی اعتراضات کیے ہیں۔ اور آخری بات یہ ہے کہ انھوں نے اسلام کے خلاف جو تحریک چلا رکھی ہے قرآن مجید پر اعتراضات اس کا ایک حصہ ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ○ (حٰمٓ السجدہ:۲۶)

"یہ منکرین حق کہتے ہیں کہ اس قرآن کو ہرگز نہ سنو اور جب یہ سنایا جائے تو اس میں خلل ڈالو، شاید کہ اسی طرح تم غالب آجاؤ۔"

حواشی

۱- ماٰخذ القرآن، ڈاکٹر ٹسڈل، دوسرا باب اسلام پر قدیم عقاید و رسوم کا اثر۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ ماہنامہ نگار لکھنو قرآن نمبر جنوری ۱۹۴۵

۲- حوالہ سابق

۳- سلسلہ اسلام اور مستشرقین، ج دوم، دیکھیے روسکین گب از پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی۔

۴- حوالہ سابق، مقالہ مستشرقین اور اسلام، از انور الجندی، ترجمہ عمیر الصدیق ندوی

۵- حوالہ اول ص ۲۱۔ ۲۲۔

۶- حوالہ اول۔

۷- سورہ الحجر ۳۲۔ ۴۰۔ الاعراف ۱۱۔ ۱۲۔

Marfat.com

۸- مشکوٰۃ المصابیح باب الوسوسہ۔
۹- حوالہ اول ص ۸۴
۱۰- حوالہ اول ص ۱۰۴-۱۰۵
۱۱- المومنون ۸۶، فصلت ۱۲، الطلاق ۱۲، الملک ۳، نوح ۱۵
۱۲- صحیح البخاری کتاب الصلاۃ باب کیف فرضت الصلاۃ فی الاسراء
۱۳- حوالہ اول ۵۱-۵۳
۱۴- معجم المفہرس لالفاظ القرآن ص ۱۴
۱۵- حوالہ اول ص ۵۲-۵۳
۱۶- حوالہ اول ص ۹۸
۱۷- حوالہ اول
۱۸- حوالہ اول
۱۹- سیرت نبوی ﷺ اور مستشرقین ولہاوزن ترجمہ مولوی عبدالعلیم احراری
۲۰- اسلام اور مستشرقین جلد ۴، ص ۲۴۳
۲۱- حوالہ اول۔ اسلام پر صابی اور یہودی خیالات ورسوم کا اثر
۲۲- حوالہ اول متعلقہ بحث
۲۳- النمل ۱۰۳، الشعراء ۱۹۵، فصلت ۴۳-۴۴ یوسف ۲۔ الرعد ۳۷
۲۴- حوالہ اول ص ۵۴، خطبات احمدیہ سرسید احمد خاں ص ۴۶۴
۲۵- المستشرقون والاسلام ہاشم زکریا ہاشم بحث الاستعمار والقرآن
۲۶- حوالہ سابق
۲۷- خطبات احمدیہ، سرسید احمد خاں ص ۴۷۱
۲۸- حوالہ سابق ص ۴۷۳
۲۹- حوالہ اول
۳۰- خطبات احمدیہ، ص ۴۴۶

Marfat.com

Marfat.com

قرآن مجید پر اعتراضات کرنے والے بعض مشہور مستشرقین

پروفیسر اجناس گولڈز یہر (پیدائش ۲۲ رجون ۱۸۵۰ء، وفات ۱۳ رنومبر ۱۹۲۱ء)

پروفیسر گولڈز یہر کو لکھنے پڑھنے اور مطالعہ کا بڑا شوق تھا، بچپن میں ہی مذہبی کتب، عہد نامہ عتیق اور تلمود پڑھ لی تھی۔ زمانۂ اسکول میں ہی فلسفہ اور فارسی وترکی زبانوں میں شد بد حاصل کرلی تھی۔ حکومت کی طرف سے ایک تعلیمی وظیفہ حاصل ہوا اور جرمنی تحصیل علم کے لیے چلے آئے۔ برلن یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس وقت ان کی عمر محض ۱۹ سال تھی۔ جرمنی سے وہ ہالینڈ گئے اور وہاں انھوں نے خصوصی طور پر اسلامیات کا مطالعہ شروع کیا۔ پھر انھوں نے مشرق وسطیٰ کا سفر کیا اور دمشق اور قاہرہ میں تقریباً ایک سال ۱۸۷۳ء تا ۱۸۷۴ء قیام کیا۔ اس دوران ان کے والد کا انتقال ہوگیا جس کی وجہ سے قاہرہ کا قیام ترک کرنا پڑا اور وطن لوٹ آئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہنگری میں سامیوں (یہودیوں) کے خلاف زبردست تحریک چلی ہوئی تھی۔ گولڈز یہر بھی اس کی زد سے نہ بچ سکے اور کئی سال تک معاشی پریشانیوں کے شکار رہے۔ بالآخر انھوں نے یہودی کمیونٹی کے سکریٹری کی حیثیت سے کام کرنا شروع کردیا جس کو مسلسل تیس برس ۱۸۷۶ء سے ۱۹۰۴ء تک کرتے رہے۔ اس میں اگرچہ کافی تنخواہ تھی لیکن یہ کام ان کی طبیعت اور مزاج کے مطابق نہیں تھا۔ پھر ۱۹۰۴ء میں بوڈاپسٹ یونیورسٹی میں بحیثیت

Marfat.com

پروفیسر تقرر ہوا، یہاں وہ سامی زبانوں اوران کے ادبیات کے پروفیسر رہے۔ ۱۹۱۴ء میں فیکلٹی آف لاء کے تحت اسلامی فقہ کے صدر شعبہ ہو گئے۔ ۱۳ رنومبر ۱۹۲۱ء کوان کا انتقال ہو گیا۔

پروفیسر گولڈزیہر کے بلند پایہ علمی اور تحقیقی کارناموں کی فہرست طویل ہے۔ اسلامیات میں ان کی درج ذیل کتابیں خاص طور سے مشہور ہوئیں:

(۱) فرقہ ظاہریہ۔ ان کا مذہب اوران کی تاریخ، ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی۔

(۲) اسلامیات کا مطالعہ (۲ جلدیں)

(۳) اسلامی دینیات اور قانون

(۴) مذاہب التفسیر الاسلامی

پروفیسر موصوف نے قرآنیات سے متعلق ''مذاہب التفسیر الاسلامی'' نامی کتاب لکھی، اس کا عربی ترجمہ قاہرہ یونیورسٹی کے استاذ ڈاکٹر عبدالحلیم النجار نے کیا ہے جو چار سو کے قریب صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ ترجمہ پہلی مرتبہ ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا اور بہت مقبول ہوا۔ اس کتاب میں پروفیسر موصوف نے تمام مذاہب تفسیر کا استیعاب و استقصا نہیں کیا ہے۔ مزید یہ کہ دینی عواطف وجذبات کی ترجمانی کرنے میں موصوف سے غلطیاں ہوئی ہیں۔ ان میں سب سے عظیم غلطی یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں تھے اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے بلکہ یہ حضرت محمدؐ کا کلام ہے۔[۱]

گولڈزیہر کا الزام یہ ہے کہ نبی کریم (ﷺ) نے شام کے سفر میں عہد نامہ عتیق کی روایتیں سنیں اور پھر قرآن مجید میں ان کو دہرا دیا۔ لیکن جب آیت ''وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ'' (الصف:۶) اتری تو آیت کو منطبق کرنے کے لیے آپ کا نام بدل دیا گیا۔ اور بجائے قثم یا قثامہ کے محمد نام رکھا گیا۔ اس تحقیق انیق کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ آپ کے بہت سے صفاتی نام ہیں اور آپ کے دادا عبدالمطلب نے محمد نام رکھنے سے پہلے قثعد نام تجویز کیا تھا۔ اس روایت کو ان مستشرقین نے کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔[۲]

ولیم کلیر ٹسڈال (۱۸۵۹ء-۱۹۲۸ء)

ولیم کلیر ٹسڈال (William Clair Tisdall) برطانوی مستشرق ہے۔ عربی، فارسی، ہندی،

Marfat.com

گجراتی اور پنجابی زبانیں سیکھیں۔ ایران میں قائم مشنری سوسائٹی کا چرچ آف انگلینڈ کی طرف سے سکریٹری رہے۔ قرآن مجید پر ان کی دو کتابیں ہیں:

۱- The Original Sources of the Islam

یہ اسکاٹ لینڈ سے ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی۔

۲- The Original Source of the Quran

۱۹۰۵ء میں نیویارک سے شائع ہوئی۔

ان کتابوں کی اشاعت پر بعض علمائے اسلام نے ان کا رد لکھا تھا، جواب میں ٹسڈال نے ایک کتاب اور لکھی جس کا نام A Ward to the Wise, being a brief of the Source of Islam ہے۔ ۱۹۱۲ء میں لکھنؤ، مدراس اور کولمبو سے شائع ہوئی۔

کلیر ٹسڈال کی کتاب The Original Source of the Quran یعنی ''قرآن کے اصل مصادر'' کا اردو ترجمہ نیاز فتح پوری نے اپنے رسالہ ماہنامہ نگار جنوری ۱۹۴۵ء میں شائع کیا اور علمائے اسلام کو دعوت دیا کہ وہ اس کا جواب لکھیں۔

موصوف کی یہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید وحی الٰہی یا آسمانی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ کتاب دور جاہلیت، عرب کے قدیم مذاہب، عیسائیت، یہودیت، صابیت، حنیفیت اور دین زرتشت کے افکار، عقائد اور تعلیمات کا چربہ ہے۔ اس کتاب کے اقتباسات پیش نظر کتاب میں نقل کیے گئے ہیں اس لیے یہاں تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔[۳]

جورج سیل (۱۶۹۷ء-۱۷۳۶ء)

سینٹ بیری کینٹ انگلینڈ کے رہنے والے جورج سیل (George Sale) نے ابتدائی تعلیم کنگ اسکول سینٹ بیری میں حاصل کی۔ انھوں نے عربی علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی اور بڑی مقدار میں عربی مخطوطات حاصل کیں۔ ان کا خصوصی موضوع ''تاریخ اسلام'' تھا۔ انھوں نے انگریزی میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔ یہ پہلا مکمل انگریزی ترجمہ ہے۔

جارج سیل نے ماقبل کے قرآن مجید کے ترجموں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے ترجمے سے پہلے جتنے ترجمے ہوئے، بالواسطہ طریقے سے ہوئے جن میں بے انتہا خامیاں

Marfat.com

موجود تھیں چاہے وہ ببلینڈر (Bibliander) کا لاطینی ترجمہ ہو جو انھوں نے ۱۵۴۳ء میں کیا۔ یا الگزنڈر راس (Alexander Ross) کا ترجمہ ہو جو انھوں نے انگریزی میں کیا۔ ان کا یہ ترجمہ اصل سے نہیں تھا بلکہ فرانسیسی ترجمے سے تھا جس کی وجہ سے اس میں بے شمار غلطیاں ہیں۔

جارج سیل خود اپنے ترجمے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کا مقصد قرآن کو شکست فاش دینا ہے۔ انھوں نے اگرچہ ماقبل کے ترجموں کی مذمت کی ہے جنھوں نے رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی یا قرآن عظیم پر بے بنیاد الزامات تراشے اور نہایت قابل اعتراض زبان استعمال کی۔ مگر اپنی بے لوث کوشش اور فراخ دلی کے متعلق فرماتے ہیں کہ محمد (ﷺ) نعوذ باللہ کتنے ہی بڑے مجرم کیوں نہ رہے ہوں کہ انھوں نے انسانیت پر ایک غلط مذہب تھوپا، مگر ان کی ذاتی صفات سے انکار نہیں ہو سکتا ہے۔ گویا جارج سیل کے مطابق حضرت محمد (ﷺ) نعوذ باللہ ایک جعل ساز تھے مگر ان کے اندر کچھ ذاتی اوصاف ایسے تھے جو ان کی خوبیوں کو بیان کرتے ہیں جو قابل قدر ہیں۔

قرآن مجید خود گواہی دیتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ امی ان پڑھ تھے، قرآن مجید کی متنوع مضامین، اعلیٰ افکار اور بہترین تعلیمات کی روشنی میں یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ ایک ان پڑھ شخص نے اپنے ذہن سے اس کو بنا کر پیش کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مستشرقین اپنی عصبیت سے کبھی بھی الگ ہو کر قرآن مجید کا مطالعہ نہیں کر سکے۔ انہی میں جارج سیل بھی ہیں۔

رچرڈ بیل (۱۸۷۶ء-۱۹۵۲ء)

برطانیہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۶ء کو رچرڈ بیل (Richard Bell) یونیورسٹی آف ایڈنبرگ برطانیہ میں عربی زبان کے استاذ رہے۔ ۱۹۳۷ء-۱۹۳۹ء کے دوران انھوں نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ شائع کیا۔ ۱۹۵۳ء میں اپنا مشہور مقدمہ Introduction to the Quran شائع کیا۔ ان کی ایک اور معروف کتاب The Origin of Islam in its Christian Environment کے نام سے ہے، جو ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی۔ یہ تینوں کتابیں ایڈنبرگ یونیورسٹی پریس نے شائع کی ہیں۔

رچرڈ بیل نے اپنے مقدمہ کو دس فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ جن کی ترتیب اس طرح ہے:

Marfat.com

۱- رسول اللہ کے زمانے کے احوال و نظریات۔ اس کے تحت ثابت کرتے ہیں کہ قرآنی اسلوب یہودیت، عیسائیت، حنیفیت اور زرتشتی مذہب سے متاثر ہے۔

۲- نزول قرآن اور جمع قرآن کے بارے میں ہے۔ اس میں قرآن مجید میں کمی و بیشی کا دعویٰ کیا ہے۔ دلیل کے طور پر اختلاف قرأت کا حوالہ دیا ہے۔

۳- قرآن مجید کے پاروں، احزاب، سورتوں میں تقسیم کے بارے میں ہے۔ اس کے بارے میں اس کا خیال ہے کہ یہ محض تلاوت کی غرض سے تھی۔

۴- اسلوب قرآن کے بارے میں ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ قرآن کا اسلوب کاہنوں کے کلام سجع پر قائم ہے۔

۵- سورتوں کے اختصار و طول اور آیتوں کے تکرار اور نحوی اغلاط پر اشکال کیا گیا ہے۔

۶- قرآن مجید کی ترتیب نزول پر بحث کی گئی ہے۔

۷- قرآن مجید میں انجیل سے استفادہ کو ثابت کرنے کی کوشش پر مبنی ہے۔

۸- قرآن مجید کے موضوعات اور مصادر پر بحث کی گئی ہے۔

۹- قرآنی قصص پر تبصرہ ہے۔ جس کو انھوں نے یہودیت و عیسائیت سے ماخوذ بتایا ہے۔

۱۰- شریعت کے بعض احکام نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، سود، شراب اور جوا وغیرہ کے بارے میں ہے۔(۴)

ولفریڈ کانٹویل اسمتھ

ولفریڈ کانٹویل اسمتھ (Wilfred Kaintwell Smith) ٹورانٹو کناڈا میں ایک عیسائی گھرانے میں ۲۱ر جولائی ۱۹۱۶ء کو پیدا ہوئے۔ اسمتھ کی ابتدائی تعلیم ٹورانٹو، پرنسٹن اور کیمبرج کی تعلیم گاہوں میں ہوئی۔ ۱۹۰۴ء میں ان کا تقرر "فارن کرسچین کالج" لاہور میں استاذ کی حیثیت سے ہوا۔ جہاں وہ ۱۹۴۷ء تک مقیم رہے۔ ان کی علمی زندگی میں ہندوستان کا چھ سالہ قیام بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ انھوں نے اپنی سب سے پہلی کتاب "ماڈرن اسلام ان انڈیا" ہندوستان میں دوران قیام ۱۹۴۳ء میں شائع کی۔ ہندوستان آنے سے پہلے وہ کیمبرج میں ہیملٹن گب کی نگرانی میں دو سال تک عربی اور اسلامیات کا مطالعہ کر چکے تھے۔ یہاں سے واپسی پر انھوں نے پرنسٹن یونیورسٹی

Marfat.com

میں فلپ کے ہٹی کی نگرانی میں ''مجلہ الازہر- تجزیہ و تنقید'' کے موضوع پر مقالہ پیش کر کے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۴۹ء میں تقابل ادیان کے پروفیسر ہو کر مکگل یونیورسٹی چلے آئے۔ یہاں انھوں نے دو سال کے اندر شعبۂ اسلامک اسٹڈیز کی بنیاد ڈالی۔ یہاں آنے کے پانچ چھ سال کے دوران میں ان کی دوسری کتاب ''اسلام ان ماڈرن ہسٹری'' شائع ہوئی۔ اس کے بعد ان کی کتاب ''دوسروں کا مذہب'' اور ''مذہب کا مطلب و منتہیٰ'' شائع ہوئی۔ ۱۹۶۴ء میں وہ ہارورڈ یونیورسٹی میں ''مذہب کے تقابلی مطالعہ'' کے مرکز کے ڈائرکٹر کی حیثیت سے منتقل ہو گئے۔ ۱۹۷۳ء میں وہ ہارورڈ سے کناڈا کی ڈلہوزی یونیورسٹی ریلجن کے پروفیسر کی حیثیت سے جوائن کیا۔ وہاں پانچ چھ سال قیام رہا اور پھر ہارورڈ واپس چلے آئے۔

اسمتھ ایمان اور اسلام کو ایک مخصوص معنی میں لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایمان ایک انفعالی کیفیت کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک معاہدہ ہے جو بندہ اپنے خدا سے کرتا ہے، جس کی رو سے وہ اپنی مرضی خدا کی مرضی کے تابع کر دیتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ایمان کا اظہار ہوتا ہے اور وہ شکل اختیار کر لیتا ہے کہ خدا پر ہمارا ایمان جتنا زیادہ مکمل ہوگا اتنا ہی ہم اس کے تابع اور فرماں بردار بندے ہوں گے اور اس اطاعت اور فرماں برداری کا نام ''اسلام'' ہے۔ یہ تصور کہ اسلام ایک مذہب کی حیثیت سے ایک مکمل، جامع اور متعین نظام ہے۔ ان کے خیال میں کم از کم قرن اول کے مسلمانوں کے لیے اجنبی تھا۔ یہ خیال کہ قرآن مجید کے نزول کا مقصد ایک مسلم کمیونٹی کا قیام تھا عہد جدید کی پیداوار ہے۔ اسمتھ کے نزدیک اگر قرآن مجید کا یہی مقصد رہا ہوتا تو پھر وہ ان یہودیوں اور عیسائیوں پر تنقید نہ کرتا جو جنت کو اپنے مذہبی دائرہ میں محدود سمجھتے ہیں۔ (۵)

تھیوڈور نولڈکے (۱۸۳۶ء-۱۹۳۰ء)

تھیوڈور نولڈکے (Theodor Nolde k) جرمن مستشرق ہیں، ۱۸۵۶ء میں ''تاریخ قرآن'' کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اور ان کا یہ مقالہ ۱۸۶۰ء میں جرمن زبان میں شائع ہوا۔ جب کہ اصل مقالہ لاطینی زبان میں لکھا گیا تھا۔ بعد از اں یہ انگریزی میں بھی The History of the Text of the Quran کے نام سے شائع ہوا۔ یہ تین جلدوں میں ہے، تینوں

Marfat.com

جلدیں بالترتیب وقفے وقفے سے اس طرح شائع ہوئی ہیں۔(۱۹۰۹ء جلد اول، ۱۹۱۹ء جلد دوم، ۱۹۳۸ء جلد سوم) موصوف کا قرآن مجید سے متعلق انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں The Quran کے نام سے ایک آرٹیکل ہے۔ موصوف کو جرمن مستشرقین کا شیخ (استاذ) کہا جاتا ہے۔ موصوف کو عبرانی کے علاوہ یونانی، سریانی اور عربی زبانوں پر بھی درک حاصل تھا۔ وہ یونیورسٹی سٹرا سبرگ فرانس میں مشرقی علوم کے استاذ رہے ہیں۔

نولڈکے کا خیال ہے کہ قرآن مجید محمد (ﷺ) کی ذاتی تصنیف ہے اور وحی آپؐ سے ایک بے قابو ہیجانی حالت میں صادر ہوتی تھی۔ وحی کا تجربہ آپ کا ذاتی تجربہ تھا نہ کہ آسمان سے کوئی فرشتہ اترتا تھا۔ شخصی طور پر آپ بے باک اور نڈر تھے، غار حرا کی ریاضتوں نے آپ کے دماغ کو مزید جلا بخشی۔ مزید یہ کہ آپ کو اپنے مخالفین سے چڑ تھی۔ یہودیت و نصرانیت کی تعلیمات سے آپ پہلے سے واقف تھے۔ ان حالات میں آپ پر ہیجانی کیفیت طاری ہوتی اور وحی کا نزول ہوتا۔ کتاب کی پہلی جلد میں بنیادی طور پر یہی بات کہی گئی ہے۔ بعض مباحث مکی اور مدنی سورتوں کے اسلوب پر بھی ہے۔ دوسری جلد دور نبویؐ اور خلفائے ثلاثہ کے دور میں تدوین قرآن سے متعلق ہے۔ موصوف کے نزدیک قرآن مکمل طور سے جمع نہیں ہوسکا۔ تیسری جلد قرأت اور رسمِ عثمانی سے بحث کرتی ہے۔ ان کے خیال کے مطابق رسم عثمانی میں بہت سی غلطیاں موجود ہیں۔ موصوف قرآن مجید کے بارے میں اہل تشیع اور عیسائیوں کے اعتراضات سے متاثر لگتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے ان کا حوالہ دیا ہے۔(۶)

سر ہیملٹن الیگزنڈر روسکین گب (۱۸۹۵ء-۱۹۷۱ء)

روسکین گب (H.A.R Gibb) ۲ر جنوری ۱۸۹۵ء کو اسکندریہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ایک کمپنی میں ملازم تھے۔ ان کی تعلیم اسکاٹ لینڈ میں ایڈنبرا کے رائل ہائی اسکول اور ایڈنبرا یونیورسٹی میں ہوئی۔ ان کے خاص مضامین عبرانی، عربی اور آرامی (سامی) زبانیں تھیں۔ پہلی جنگ عظیم میں رائل فیلڈ آرٹیلری میں شامل ہوکر فرانس اور اٹلی میں فوجی خدمات انجام دیں۔

Marfat.com

1919ء میں انھیں زمانہ جنگ کی ڈگری ملی، پھر وہ لندن کے اسکول آف اورینٹل اسٹڈیز میں داخل ہوئے، جہاں سے انھوں نے ۱۹۲۲ء میں عربی میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۲۶ء میں وہ لندن یونیورسٹی میں تاریخ ادب عربی کے ریڈر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۰ء میں اس شعبہ کے صدر منتخب ہوئے۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے انگریزی کے ایڈیٹر مقرر ہوئے اور ۱۹۵۶ء تک یہ ذمہ داری ادا کی۔ لندن کے شعبۂ عربی میں وہ ۱۹۳۷ء تک رہے۔ اسی سال وہ عربی کے پروفیسر ہو کر آکسفورڈ چلے گئے جہاں ان کا قیام ۱۹۵۵ء تک رہا، پھر امریکہ ہارورڈ یونیورسٹی میں بحیثیت عربی پروفیسر تقرر ہوا۔ ۱۹۶۴ء میں وہ پروفیسر شپ سے ریٹائر ہوئے، اسی سال ان پر فالج کا حملہ ہوا اس کے بعد زندگی کے باقی دن انھوں نے آکسفورڈ میں گزارے، ۲۲/ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔

روسکین گب نے اسلامیات پر درجنوں مقالات اور کتابیں تصنیف کیں جو شائع ہوئیں اور علمی دنیا نے ان کا خوب خوب اعتراف کیا۔ ان کو کئی اعزاز ملے۔ ذیل میں ان کی چند مشہور کتابوں کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

(۱) محمڈن ازم (لندن ۱۹۴۱ء، اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں)

(۲) مغرب اور اسلامی معاشرہ، جلد اول، لندن ۱۹۵۰ء، جلد دوم، لندن ۱۹۵۷ء

(۳) اسلامی تمدن، بوسٹن ۱۹۶۴ء

(۴) اسلام اور جدید روایات، شکاگو، ۱۹۵۷ء

پروفیسر گب کا خاص میدان تاریخ وتمدن تھا مگر انھوں نے اسلام کے بنیادی مآخذ قرآن وحدیث پر بھی تبصرہ کیا ہے، جہاں معروضیت کے بجائے مستشرقانہ عصبیت سے کام لیتے ہیں، چناں چہ گپ نے جب اسلام پر کتاب لکھی تو اس کا نام محمڈن ازم رکھا۔ اسلام محمڈن ازم نہیں ہے بلکہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور اسلام اللہ کا دین ہے۔ مگر مستشرقین کا عام نہج یہی ہے کہ اسلام کو محمد ﷺ کا مذہب قرار دیتے ہیں اور قرآن کو محمد ﷺ کا کلام بتاتے ہیں! گب نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔ پروفیسر موصوف اپنی اس کتاب میں لکھتے ہیں: اسلام کا لفظ حضرت محمد ﷺ نے بعد میں اپنے مذہب کے امتیازی نام کے طور پر اختیار کیا، دراصل ان کا یہ نظریہ ان کی اس بحث کا

Marfat.com

پیش خیمہ ہے جو انھوں نے کتاب کے تیسرے باب میں جن کا عنوان ''قرآن'' ہے اٹھائی ہے۔ یہ بتاتے ہیں کہ کس طرح پیغمبر اسلامؑ کے ذہن میں نظریہ توحید کا ارتقاء ہوا ہوگا۔ ان کا کہنا ہے کہ قرآن مجید میں توحید کا جو نظریہ پیش کیا گیا اس کا تعلق درحقیقت ان حنفاء کے اعتقاد سے ہے جس کے بارے میں کچھ زیادہ معلوم نہیں۔ حضرت محمدؐ نے اس پر فخر کیا اور اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ایک امتیازی شان کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ قرآن کی اس آیت ''مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا'' کی ایک ابتدائی شکل میں جو اس سے مختلف تھی اس بات کا اشارہ ہے موجود تھا کہ حضرت محمد جس عقیدہ کی تبلیغ کرتے تھے اس کے لیے حنیفیہ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو بعد میں حنیفیہ کی جگہ اسلام نے لے لی۔

دراصل تخیل کا یہ سارا فساد اس لیے ہے کہ پروفیسر گب قرآن کریم کو وحی الٰہی کے بجائے پیغمبر اسلام کی تصنیف سمجھتے ہیں۔[۷]

آرتھر جان آربری (۱۹۰۵ء-۱۹۶۹ء)

آرتھر جان آربری (Arthur John Arberry) کی پیدائش برطانیہ میں ہوئی۔ قاہرہ یونیورسٹی مصر میں کلاسیکیات میں ہیڈ آف ڈپارٹمنٹ رہے۔ بعد ازاں انڈیا آفس لائبریری لندن میں اسسٹنٹ لائبریرین کے طور پر ملازمت کی۔ دوسری جنگ عظیم میں منسٹری آف انفارمیشن سے وابستہ ہوئے۔ ۱۹۴۴ء میں یونیورسٹی آف لندن میں اسکول آف اورینٹل اینڈ افریقن اسٹڈیز (S.O.A.S) میں فارسی زبان کے چیرمین مقرر ہوئے۔ نوے سے زائد کتابیں لکھیں۔ ان کا ترجمہ قرآن پہلی مرتبہ ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا۔ آربری نے اپنے ترجمہ قرآن میں ادبی اسلوب ولیم شیکسپیئر کا استعمال کیا ہے۔ آربری کے ترجمہ قرآن کی کچھ خصوصیات ہیں اسی طرح اس میں کچھ نقائص ہیں، مثلاً آربری نے اپنے ترجمہ قرآن کا نام مفسر قرآن (The Quran interpreted) رکھا جو اس بات کی علامت ہے کہ ترجمہ قرآن خود قرآن مجید نہیں ہے۔ آربری نے سورہ یوسف میں لفظ احلام کا ترجمہ خوف ناک خواب (Nightmares) کیا ہے۔ اس طرح سورۃ الواقعہ کا ترجمہ (Terror) کیا ہے۔[۸]

Marfat.com

جوزف شاخت

جوزف شاخت (Joseph Schacht) ۱۹۰۲ء میں جرمنی میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق یہودی مذہب سے تھا، انھوں نے برسلاؤ اور ہشیزگ یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ کچھ دنوں ایک یونیورسٹی میں درس دینے کے بعد ۱۹۳۲ء میں کوئنٹس برگ یونیورسٹی چلے گئے۔ ۱۹۳۴ء میں جامعہ مصریہ میں منتقل ہوئے۔ ۱۹۴۱ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں علوم اسلامیہ کے ریڈر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۲ء میں الجزائر یونیورسٹی میں علمی تحریکوں کے استاذ ہوگئے پھر کولمبیا یونیورسٹی میں پروفیسر رہے۔ وہ بہت سی علمی اور ادبی تنظیموں کے رکن ہوئے۔ ان کو مجمع العلمی دمشق کی بھی رکنیت ملی۔ کچھ عرصہ تک مجلہ علوم اسلامیہ کے مدیر بھی رہے۔ اسلامی قانون کی ابتدائی ترقی۔ اس کی اثر پذیری ان کا خاص موضوع تھا۔ انھوں نے بے شمار کتابیں اور مقالات لکھے۔ چند کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) اسلامی قانون کا تعارف (انگریزی میں)

(۲) فقہ کا ارتقاء (انگریزی میں)

(۳) کتاب التوحید للماتریدی، (تحقیق)

(۴) کتاب الحیل والمخارج للخصاف، (تحقیق)

(۵) کتاب الحیل فی الفقہ للقزوینی، (تحقیق/جرمن میں ترجمہ کیا)

(۶) کتاب المخارج فی الحیل للشیبانی، (حواشی لکھے)

(۷) کتاب الشروط للطحاوی، (اشاعت)

(۸) دین اسلام، (مجموعہ مقالات/جرمن میں ترجمہ)

جوزف شاخت کا بنیادی موضوع اسلامی فقہ ہے اس ضمن میں انھوں نے قرآن مجید کے بارے میں بھی تبصرہ کیا ہے۔ قرآن مجید سے متعلق ان کا بنیادی خیال یہ ہے کہ اسلامی قانون براہ راست قرآن مجید سے اخذ نہیں کیا گیا ہے بلکہ اسلامی قانون کا خمیر بنی امیہ کے انتظامی عمل سے اٹھایا گیا ہے۔ کیوں کہ بنی امیہ کا عمل قرآن مجید کے الفاظ پر بھاری ہوتا تھا۔ فاضل موصوف کی یہ بات سراسر بے بنیاد ہے کیوں کہ اسلام میں جتنے قانونی احکام اور مسائل ہیں سب کی بنیاد

Marfat.com

قرآن مجید میں موجود ہے چاہے چوری، زنا، شراب نوشی، بغاوت اور قتل کا مسئلہ ہو یا نکاح، طلاق اور وراثت کا مسئلہ۔ قرآن مجید میں ان میں سے ہر ایک کے بارے میں احکام موجود ہیں۔ قرآن مجید کو جب شریعت کا ماخذ نہیں مانتے تو احادیث ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک شریعت کا ماخذ نہیں ہوسکتیں۔ حدیث کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ یہ دوسری صدی ہجری میں مدون کی گئیں اور ان کے استناد کے بارے میں کافی شبہات اور اشکالات ہیں۔ گویا انھوں نے اسلام کے بنیادی مآخذ پر تیشہ چلایا ہے۔(۹)

ریجس بلاشیر (۱۹۰۰-۱۹۷۲ء)

ریجس بلاشیر (Regis Blachere) فرانس میں پیدا ہوئے۔ سار بونے یونیورسٹی میں عربی زبان و ادب کے استاذ رہے جب کہ یونیورسٹی آف پیرس میں انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کے ڈائریکٹر رہے ہیں۔ ۱۹۵۶ء میں The Quran نام سے کتاب شائع کی۔ (Introduction au Qoran) کے نام سے فرانسیسی میں قرآن مجید کا ایک مقدمہ بھی مرتب کیا۔ ۱۹۴۹ء-۱۹۷۷ء کے دوران Translaation as a test for re-Classification of Suras) کے نام سے بھی فرانسیسی میں ترجمہ قرآن شائع کیا۔ جس میں اپنے طور سے قرآن مجید کی سورتوں کو ترتیب نزولی کے اعتبار سے جمع کیا ہے۔ اس کے علاوہ سیرت پر بھی ایک کتاب لکھی ہے، عربی زبان وادب پر بھی ایک کتاب تین جلدوں میں تیار کی ہے۔

بلاشیر کی کتاب Introduction au Qoran سات فصول پر مشتمل ہے۔ اس کو عربی زبان میں رضا سعادۃ نے منتقل کیا ہے جو دار الکتاب لبنان بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کی پہلی فصل مصحف کی جمع وتدوین کے بارے میں ہے۔ مصنف موصوف کا خیال ہے کہ حضرت محمد ﷺ پر یہودیت کا بہت اثر تھا اور آپ ان کی طرح اپنے دین کے لیے ایک کتاب مرتب کرنا چاہتے تھے، لہٰذا آپ نے یہ کتاب تیار کی۔ جس پر حضرت ابو بکر اور حضرت عثمان کے دور میں نظر ثانی کیا گیا۔ اس فصل میں انھوں نے قرآنی قرأتوں پر بھی نقد کیا ہے۔ ان کے بقول قرآن اگر من جانب اللہ ہوتا تو الگ الگ قرأتیں نہ ہوتیں۔ دوسری فصل کا موضوع قرآن کا مکمل پیغام ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ

Marfat.com

مکی قرآن کے مضامین وہی ہیں جو وحی کے نزول سے پہلے غار حرا کے غور وفکر میں نمایاں تھے۔ تیسری فصل کا عنوان مدنی قرآن ہے۔ اس فصل میں انھوں نے لغات قرآن، صرف ونحو اور بلاغت اور قرأت پر بحث کی ہے۔ پانچویں فصل قرآنی تفسیر، اصول تفسیر اور تفسیر کے مقاصد واہداف کے بارے میں ہے۔ چھٹی فصل مصادر اسلام کے بارے میں ہے۔ اس میں قرآن، سنت، اجماع اور قیاس کے بارے میں اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔ ساتویں فصل میں مسلم معاشرہ پر قرآن مجید کے اثرات سے بحث کی گئی ہے۔

بلاشیر کا یہ مقدمہ (کتاب) قرآن مجید اور اسلام پر الزامات واعتراضات کا عکاس ہے اور انھوں نے اپنے پیش رو گولڈزیہر اور پال کازانووا (Paul Casanove) کی تقلید کی ہے۔[۱۰]

ڈاکٹر اسپرنگر

ڈاکٹر اسپرنگر (Dr. Springer) جرمنی کے رہنے والے مشہور عربی داں ہیں، کئی سال مدرسہ عالیہ کلکتہ کے پرنسپل رہے۔ برطانوی سول سروس کے ملازم تھے۔ لکھنؤ میں آکر شاہی کتب خانہ کی رپورٹ لکھی۔ آں حضرت ﷺ کی سوانح عمری پر کئی کتابیں لکھیں، ایک کتاب ۳ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ ان کی کتابیں درج ذیل ہیں:

(۱) Life of Muhammad from original sources (حیات محمدؐ اصل مصادر کی روشنی میں۔ مطبوعہ الہ آباد، ۱۹۴۸ء)

(۲) حیات اور تعلیم محمدؐ (۳ جلدیں، مطبوعہ برلن، ۱۸۶۱ء-۱۸۶۵ء)

(۳) محمد اور قرآن ایک نفسیاتی مطالعہ (ہمبرگ، ۱۸۸۹ء)

اسپرنگر نے آں حضرت ﷺ کے مطالعہ کا ایک نیا اسکول قائم کیا جسے بائیلوجی اور علم الامراض یا اسباب امراض کا اسکول کہا جاتا ہے۔ اسپرنگر نے ڈاکٹری کی پڑھائی کی تھی۔ انھوں نے چودہ سو سالوں کے بعد اسلام اور محمدؐ کا طبی معائنہ کرنا ضروری سمجھا۔ طبی معائنہ کی رپورٹ میں اس نے ثابت کیا کہ آں حضرت ﷺ اعصابی مریض یا مصروع (مرگی زدہ) تھے (نعوذ باللہ من ذلک) اس لیے ہذیان اور بدحواسی کے اوقات میں انھوں نے قرآن تصنیف کر ڈالی۔ اور

Marfat.com

اسلام مذہب گڑھ لیا۔ اسلام کی اصلیت کی اس مستشرق نے ایک بالکل نئی اور اچھوتی تعبیر پیش کی۔ دنیا میں لاکھوں کروڑوں لوگ مرگی زدہ رہے ہیں لیکن آج تک کسی نے قرآن مجید جیسا شاہ کار معجز کلام پیش نہیں کیا ہے۔"[۱۱]

ولیم منٹگمری واٹ

ولیم منٹگمری واٹ (William Montgomery Watt) ۱۹۰۹ء میں برطانیہ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۰۶ء میں اس کی وفات ہوئی۔ یونیورسٹی آف ایڈنبرگ میں علوم اسلامیہ اور عربی زبان کے استاذ رہے ہیں۔ قرآن مجید پر اس کا ایک مقدمہ (Introduction to the Quran) کے نام سے ۱۹۷۷ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوا۔ اس کی معروف کتب میں سیرت پر دو کتابیں (Muhammad at Mecca) اور (Muhammad at Medina) ہیں، جو ۱۹۵۳ء اور ۱۹۵۶ء میں شائع ہوئیں۔ اس کے علاوہ ان کی کتابوں میں (Islamic Political Thought) اور (Islamic Philosophy and Theology) خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ موصوف کو آخری مستشرق کا ٹائٹل بھی دیا گیا ہے۔

قرآن مجید پر مقدمہ کو منٹگمری واٹ نے گیارہ فصول میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی فصل میں مصنف نے جزیرۂ عرب کے تاریخی پس منظر کو بیان کیا ہے۔ دوسری فصل میں رسول اللہ ﷺ کے تجربۂ نبوت کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے۔ تیسری فصل نص قرآنی کی تاریخ کی بحث پر مبنی ہے۔ چوتھی فصل شکل قرآن کے بارے میں ہے، پانچویں فصل میں اسلوب قرآن پر بحث ہے، چھٹی فصل تشکیل قرآن کے موضوع پر ہے، ساتویں فصل قرآن مجید کی ترتیب زمانی کو بیان کرتی ہے۔ آٹھویں فصل قرآن کے ناموں پر ہے، نویں فصل قرآن کے تفسیری رجحانات سے بحث کرتی ہے، دسویں فصل قرآن مجید اور علمائے اسلام کے موضوع پر ہے۔ گیارہویں فصل قرآن مجید اور مغربی اسکالر کے بارے میں ہے۔[۱۲]

ایڈورڈ وینز برف (۱۹۲۸-۲۰۰۲ء)

ایڈورڈ وینز برف (Jhon Ed Wansbrougy) امریکہ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنی

Marfat.com

تعلیم ہارورڈ یونیورسٹی سے مکمل کی۔ یونیورسٹی آف لندن میں اسکول آف اورینٹل اینڈ افریقن اسٹڈیز (SOAS) میں تاریخ کا مضمون پڑھا، قرآن مجید پر ان کی کتاب (Quranic Studies: Sources and Methods of Scriptural Interpretation) ۱۹۷۷ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے شائع کیا۔ یہ چار فصول پر مشتمل ہے جو اس طرح ہیں:

۱- وحی اور شریعت (Revelation and Canon)

۲- علامات نبوت (Emblems of Prophethood)

۳- قدیم عربی زبان کے مصادر (Origins of Classical Arabic)

۴- اصول تفسیر (Principles of Exegesis)

موصوف قرآن مجید کو حضرت محمدؐ کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ پہلی فصل میں قرآن مجید کے بعض الفاظ مثلاً ابراہیم، عاد، ثمود وغیرہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا مصدر تورات اور انجیل ہے۔ موصوف قرآن مجید میں تحریف کے قائل ہیں۔ قرآنی قرأت کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ بعض قرأتیں غیر عربی ہیں، اور زبان کے اصول وضوابط سے میل نہیں کھاتیں۔ صرف ونحو کے اعتبار سے انجیل قرآن سے بہتر ہے۔ قرآن میں تکرار کو ذریعہ طعن بنایا ہے، دوسری فصل میں قرآن مجید کے اعجاز پر بحث کی ہے، تیسری فصل میں جاہلی دور کی عربی پر تبصرہ کیا ہے، چوتھی فصل میں قرآن کی تفسیر کے اقسام بیان کیے ہیں، جو ان کے نزدیک یہ ہیں: قصصی تفسیر، موضوعی تفسیر، لغوی تفسیر، بیانی ابلاغی تفسیر، مجازی واستعاری تفسیر وغیرہ۔(۴۳)

سر ولیم میور

سر ولیم میور (Sir William Moaur) برطانیہ میں پیدا ہوئے۔ برطانوی سول سروس کے ملازم اور اسکوٹش اصلیت کے غالی کیتھولک عیسائی تھے۔ آگرہ اور دہلی میں لفٹیننٹ گورنری کے فرائض انجام دیے۔ انھوں نے چار جلدوں میں حیات محمد (ﷺ) لکھی، جو لندن سے ۱۸۵۶ء اور ۱۸۶۱ء کے درمیان شائع ہوئی۔ صلیبی جنگوں کا سرخیل برطانیہ رہا ہے اور صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں رچرڈ کو شکست کا غم اٹھانا پڑا ہے اس طور سے اسلام کے تئیں برطانیہ اور برطانوی اسکالروں کی زہر افشانی کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے۔ چناں چہ سر ولیم میور نے حیات محمدؐ (Life of Muhammad)

Marfat.com

میں دریدہ دہنی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ ولیم میور نے حضرت محمد (ﷺ) کو نبی کاذب قرار دیا ہے۔ انھوں نے اسلام، محمد اور قرآن کو تہذیب آزادی اور حق کا بدترین دشمن قرار دیا ہے۔ ایسا دشمن جو آج تک انسانی تاریخ میں پیدا نہیں ہوا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ محمد شیطان کے آلۂ کار تھے۔ (نعوذ باللہ من ذلک) ہندوستان کے ایک فرزند ارجمند سرسید احمد خان نے اس کتاب کا ''الخطبات الاحمدیہ'' کے نام سے اس کا منہ توڑ جواب لکھا اور یہ ثابت کیا کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول تھے۔ جب ولیم میور نے لائف آف محمدؐ لکھی اور سرسید احمد خاں کے مطالعے میں یہ کتاب آئی تو ان کی کیا حالت ہوئی اس کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

> ''ان دنوں ذرا میرے دل کو سوزش ہے، ولیم میور صاحب نے جو کتاب آنحضرت ﷺ کے حالات پر لکھی ہے اس کو میں دیکھ رہا ہوں۔ اس نے دل کو جلا دیا ہے، اس کی ناانصافیاں اور تعصبات دیکھ کر دل کباب ہو گیا اور مصمم ارادہ کیا کہ آنحضرت ﷺ کی سیرت میں جیسے کہ پہلے بھی ارادہ تھا کتاب لکھ دی جائے۔''(۱۴)

سرسید احمد خاں نے یہ کتاب اردو میں تیار کی تھی۔ انھوں نے اس کا انگریزی ترجمہ اپنے بیٹے سید محمود سے کروا کر ۱۸۷۰ء میں لندن سے شائع کیا۔

آرتھر جیفری (۱۸۹۲ء-۱۹۵۹ء)

آرتھر جیفری (Arthur Jeffery) کینیڈی نژاد آسٹریلین مستشرق تھے۔ کولمبیا یونیورسٹی نیو یارک میں سامی زبانوں کے پروفیسر رہے۔ مشرق وسطیٰ کے اسلامی مخطوطات کو انھوں نے اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا۔ قرآن مجید پر بھی انھوں نے کئی کتابیں لکھیں جن میں درج ذیل اہم ہیں:

۱- The Foreign Vocabulary of the Quran

۲- Materials For the History of the Text of the Quran

اس کے علاوہ بعض مقالات بھی قرآن مجید سے متعلق لکھے۔ ان کتابوں اور مقالات میں آرتھر جیفری نے قرآن مجید سے متعلق جو بنیادی بات کہی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بائبل کی طرح قرآن مجید بھی کوئی مستند مذہبی کتاب نہیں ہے۔ موصوف کا کہنا ہے کہ قرآن عہد نبوی میں تحریری

Marfat.com

شکل میں موجود نہیں تھا۔ رسول اللہ (ﷺ) پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ اس وجہ سے ان کی خواہش تھی کہ آخری عمر میں ایک کتاب تحریر کر دیں۔ آپؐ ایک تاجر تھے اور کاروباری امور لکھتے تھے۔ اس کا کہنا یہ بھی ہے کہ چونکہ قرآن عہد نبوی میں تحریری شکل میں موجود نہیں تھا۔ لہٰذا اس میں حذف و اضافہ بھی ہوا ہے۔ آرتھر جیفری کے بارے میں یہ بات معلوم ہے کہ انھوں نے ابن ابی داؤد کی کتاب 'کتاب المصاحف' ۱۹۳۷ء میں ایڈٹ کیا اور شائع کیا۔ یہ کتاب ۷۰۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے بعض مباحث سے وہ متاثر تھے۔ انھوں نے اس کے مقدمے میں فرسودہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔(۱۵)

جان برٹن

جان برٹن (John Burton) ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئے۔ ایڈنبرگ یونیورسٹی میں عربی کے استاذ تھے، انھوں نے جمع قرآن (The Collection of the Quran) کے نام سے ایک کتاب مرتب کی ہے جسے کیمبرج یونیورسٹی پریس نے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا ہے۔ کتاب دو حصوں اور دس فصول پر مشتمل ہے اور ہر حصے میں پانچ فصلیں ہیں۔ پہلے حصے کا موضوع قرآن مجید میں نسخ کا تصور ہے، پہلا حصہ قرآن مجید اور شرعی علوم کے تعارف کے بارے میں ہے۔ اس کا عنوان The Quran and Islamic Legal Sciences ہے۔ پہلی فصل تعارف کے عنوان سے ہے جب کہ دوسری فصل شرعی علوم کا تعارف، تیسری اور چوتھی فصل نسخ کے بارے میں ہے، پانچویں فصل میں مصحف کے نامکمل رہ جانے سے متعلق بحث کی گئی ہے۔ پہلے حصے کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں نسخ کا تصور علمائے اسلام کا وضع کردہ ہے۔ دوسرے حصے کا عنوان تاریخ نص قرآن ہے، جس میں فصل وار بالترتیب جمع اول، جمع عثمانی کا عنوان قائم کیا گیا ہے۔ باقی فصول میں بھی جمع قرآن کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

جان برٹن کا قرآن مجید کے بارے میں بنیادی خیال یہ ہے کہ یہ قرآن مجید جو آج ہمارے پاس موجود ہے محمد (ﷺ) کا لکھا ہوا مصحف ہے۔ اس کے خیال کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے ایک مصحف لکھ کر رکھا تھا جس میں وقتاً فوقتاً حذف و اضافہ (Editing) بھی کرتے رہتے تھے۔ موصوف کہتے ہیں کہ بعض اوقات محمد (ﷺ) نازل شدہ وحی کو صحیح طور پر یاد نہیں رکھ پاتے یا

Marfat.com

بعض مضامین کو مختصر بیان کرنا چاہتے تھے جس کے لیے وہ قرآن مجید میں ایڈیٹنگ کرتے رہتے تھے۔ موصوف کا کہنا ہے کہ حضرت محمد (ﷺ) اپنی زندگی میں قرآن مجید کو ایک کتابی صورت میں جمع نہیں کر سکے کیوں کہ وحی کا نزول ہو رہا تھا اور ابھی نسخ کا امکان موجود تھا۔[۱۶]

ابن ورّاق

ابن ورّاق (Ibn Warraq) ۱۹۴۶ء میں ہندوستان میں پیدا ہوا، تقسیم ملک کے بعد پاکستان چلا گیا۔ پیدائشی طور پر مسلمان تھا بعد میں ملحد ہو گیا، ۱۹ رسال کی عمر میں اسکاٹ لینڈ میں ایڈنبرگ یونیورسٹی میں منٹگمری واٹ کی شاگردی میں فلسفہ، علوم اسلامیہ اور عربی زبان کی تعلیم حاصل کی۔ لندن میں ایک اسکول میں تدریس شروع کی۔ ۱۹۸۲ء میں اس نے فرانس ہجرت کی۔ ۱۹۸۸ء میں سلمان رشدی کی کتاب کے ردعمل کے دفاع میں فری انکوائری میگزین میں Why I am not a Muslim کے نام سے مضامین لکھے۔ اس نے خود کو دہریہ اور ملحد کہا ہے۔ اس کی کئی کتابیں شائع ہوئیں، ان میں ''میں کیوں مسلمان نہیں؟'' ۱۹۹۵ء میں شائع ہوئی۔ ۱۹۹۸ء میں اس نے "The Origin of the Quran" کے نام سے ایک کتاب شائع کی۔ اس میں اس نے دو صدیوں کے ۱۳ مستشرقین کے قرآن مجید پر تنقیدی مضامین کو جمع کر کے شائع کیا ہے۔ اس میں نولڈ کے، لیون کایتانے، الفانسے منگانا، آرتھر جیفری، مار گولیتھ، کلیر ٹسڈال، ابراہام گالی گر، چارلس ٹوری اور اینڈریو رین کے تنقیدی مضامین شامل ہیں۔

حواشی

(۱) اسلام اور مستشرقین، ج ۲، مولانا سعید احمد اکبر آبادی کا مقالہ، پروفیسر اجناس گولڈ زیہر، ص ۳۹-۴۷

(۲) حوالہ سابق، ۲/۹۰، انور الجندی، ترجمہ عمیر الصدیق ندوی

(۳) ماہنامہ نگار، ایڈیٹر نیاز فتح پوری، جنوری ۱۹۴۵ء (en.wikipedia.org/wiki/williamst-clairtisdall)//

Marfat.com

(۴) آراء المستشرقین حول القرآن الکریم وتفسیرہ، عمر بن ابراہیم رضوان، جلد: ۱، ۲، ۳

(۵) سلسلۂ اسلام اور مستشرقین، ۲/۹۵-۱۰۳

(۶) آراء المستشر قین حول القرآن الکریم وغیرہ۔ عمر بن ابراہیم رضوان، دار طیبۃ، الریاض، ۱۹۹۲ء

(۷) اسلام اور مستشرقین، جلد دوم، ص ۶۰، پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی، بعنوان سر ہیملٹن روسکین گب

(۸) دیکھیے اسالیب المستشرقین فی ترجمۃ معانی القرآن الکریم، دراسۃ اسلوبیۃ لترجمتی سیل و آربری لمعانی القرآن الکریم الی الانجلیزیۃ۔

(۹) اسلام اور مستشرقین، ۲/۱۳۸-۱۴۹، جناب محمد طفیل صاحب

(۱۰) قرآن اور مستشرقین، حافظ محمد زبیر، ماہنامہ حکمت قرآن، لاہور، اکتوبر-دسمبر ۲۰۱۳ء

(۱۱) اسلام اور مستشرقین، ۳/۳۵-۳۶۔) سیرۃ النبی شبلی نعمانی، اول ۹۷-۹۶

(۱۲) قرآن اور مستشرقین، ڈاکٹر حافظ محمد زبیر، سہ ماہی حکمت قرآن، لاہور، جولائی-ستمبر ۲۰۱۳ء

(۱۳) John Edward Waansbrough Quranic Studies: Sources and Methods of Scriptural Interpretation, Prometheus Book, 2004, pp.122-227)

(۱۴) الخطبات الاحمدیہ، حرف آغاز، اصغر عباس، سرسید اکیڈمی، اے ایم یو علی گڑھ ۲۰۰۳ء

(۱۵) قرآن اور مستشرقین، حافظ محمد زبیر، حکمت قرآن لاہور، اپریل-جون ۲۰۱۳ء، ص ۷۷-۷۳

(۱۶) John Burton, The Collection of the Quran, Cambridge University Press 19-79, p.5 to 232 بحوالہ حکمت قرآن، لاہور، جولائی-ستمبر ۲۰۱۳ء

Marfat.com

قرآن مجید پر مستشرقین کے اعتراضات کا جائزہ

مستشرقین نے قرآن مجید پر جو اعتراضات کیے ہیں وہ کوئی نئے نہیں ہیں۔ اس قسم کے اعتراضات اس وقت بھی کیے گئے تھے جب قرآن مجید نازل ہورہا تھا۔ اور یہ بات بھی نئی نہیں ہے کہ صرف قرآن مجید پر اعتراضات کیے گئے ہیں بلکہ ہر دور میں جب بھی کسی نبی یا رسول نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام سنایا تو اعتراضات کیے گئے۔ اعتراضات کی نوعیت میں بھی کوئی نیا پن نہیں ہے بلکہ وہی پرانی باتیں دہرائی گئی ہیں۔ یعنی کبھی کہا گیا کہ رسول جو کلام سنا رہا ہے وہ جادو ہے، کبھی کہا گیا کہ وہ شاعری ہے، کبھی اخذ واستفادہ کا الزام لگایا گیا، کبھی رسول کی عقل میں فتور کو ثابت کیا گیا، کبھی اگلوں کی کہانیاں بتائی گئیں، کبھی مجنون اور کاہن کے القاب سے یاد کیا گیا۔ غرض کہ وہی سب پرانی باتیں نئے منہ سے ادا ہورہی ہیں۔ خود قرآن نے ان اعتراضات کو جا بجا نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨ افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (الفرقان: ۴، ۵)

”جن لوگوں نے نبی کی بات ماننے سے انکار کر دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ”یہ فرقان ایک من گھڑت چیز ہے جسے اس شخص نے آپ ہی گھڑ لیا ہے اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس کام میں اس کی مدد کی ہے۔“ بڑا ظلم اور سخت جھوٹ ہے جس پر لوگ اتر آئے ہیں۔ کہتے ہیں: یہ پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں جنھیں یہ شخص نقل کراتا ہے اور وہ اسے صبح وشام سنائی جاتی ہیں۔“

Marfat.com

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ○ قَالَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ○ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ یُؤْمِنُوْنَ ○ (الانبیاء: ۳-۶)

”یہ شخص آخر تم جیسا ایک بشر ہی تو ہے، پھر کیا تم آنکھوں دیکھتے جادو کے پھندے میں پھنس جاؤ گے؟ رسول نے کہا میرا رب ہر اس بات کو جانتا ہے جو آسمان اور زمین میں کی جائے، وہ سمیع اور علیم ہے۔ وہ کہتے ہیں بلکہ یہ پراگندہ خواب ہیں، بلکہ یہ اس کی من گھڑت ہے، بلکہ یہ شخص شاعر ہے ورنہ یہ لائے کوئی نشانی جس طرح پرانے زمانے کے رسول نشانیوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔ حالانکہ ان سے پہلے کوئی بستی بھی، جسے ہم نے ہلاک کیا، ایمان نہ لائی۔ اب کیا یہ ایمان لائیں گے؟“

قرآن نے ان اعتراضات کا جواب صرف ایک بات سے دیا ہے۔ وہ یہ کہ اگر یہ قرآن مجید کسی شاعر، مجنون یا پاگل کا کلام ہے یا یہ من گھڑت اور پچھلی قوموں کی کہانیاں ہیں تو اس جیسا دوسرا قرآن بنا کر کیوں نہیں پیش کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو ایک بار بنائی جا سکتی ہے وہ دوسری بار بھی بنائی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ (ہود: ۱۳)

”کیا یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے یہ کتاب خود گھڑ لی ہے؟ کہو، اچھا یہ بات ہے تو اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں تم بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اور جو جو (تمہارے معبود) ہیں ان کو مدد کے لیے بلا سکتے ہو تو بلا لو اگر تم سچے ہو۔“

مذکورہ آیت میں دس سورتوں کے لانے کا چیلنج کیا گیا ہے جب کہ قرآن کی بعض

Marfat.com

دوسری آیتوں میں ایک سورت یا ایک آیت ہی پیش کرنے کا چیلنج کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۝ (البقرہ:۲۳)

''اور اگر تمھیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے، یہ ہماری ہے یا نہیں تو اس کے مانند ایک ہی سورت بنا لاؤ، اپنے سارے ہم نواؤں کو بلا لو، ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس جس کی چاہو مدد لے لو، اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ۔''

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

اَمْ یَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا یُؤْمِنُوْنَ۝ ۚ فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ۝ؕ (الطور:۳۳،۳۴)

''کیا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے یہ قرآن خود گھڑ لیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ ایمان نہیں لانا چاہتے۔ اگر یہ اپنے قول میں سچے ہیں تو اسی شان کا ایک کلام بنا لائیں۔''

اسلامی علوم میں ''اعجاز القرآن'' ایک مستقل موضوع ہے اور اس پر علمائے اسلام کی بے شمار تصنیفات موجود ہیں[1] جنھوں نے مختلف پہلو سے قرآن کے اعجاز کو بیان کیا ہے۔ یہاں پر ان سب کا احاطہ ممکن نہیں ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں صرف ان پہلوؤں کی طرف اشارہ کرنا کافی ہے، جو اعجاز کو بیان کرتے ہیں۔

اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ قرآن معجزہ ہے البتہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کن حیثیتوں سے معجزہ ہے اور اعجاز کی وجوہ کیا ہیں۔ بعض لوگوں نے قرآن مجید کے نظم کلام کو معجزہ قرار دیا ہے۔ یعنی قرآن کا کلام جس طرز اور اسلوب پر ہے وہ انوکھا اور عجیب ہے اس طرز و اسلوب پر کوئی دوسرا کلام پیش نہیں کیا جا سکتا۔ بعض لوگوں نے قرآن کی فصاحت و بلاغت کو معجزہ قرار دیا ہے۔ بعض نے اظہار غیب اور پیش گوئیوں کے اعتبار سے قرآن کو معجزہ سمجھا ہے۔ بعض کے نزدیک اس کا اعجاز یہ ہے کہ وہ دلوں کے چھپے ہوئے اسرار کو فاش کرتا ہے جو انسانی دسترس سے باہر ہے۔ بعض نے قرآن کی قوت تاثیر کو وجہ اعجاز بتایا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ

Marfat.com

قرآن کا اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے اس کے مقابلہ کی قوت چھین لی ہے اور بعض نے اس کے احکامات اور تعلیمات میں اعجاز کو ثابت کیا ہے۔ موجودہ دور میں سائنسی انکشافات کی روشنی میں قرآن کے اعجاز کو ثابت کیا جا رہا ہے۔(۲)

صحیح بات یہ ہے کہ یہ تمام باتیں ایسی نہیں ہیں کہ وہ یک جا نہ ہوسکتی ہوں۔ قرآن مجید کا اعجاز کسی ایک میں محدود نہیں ہے بلکہ وہ گوناگوں اور مختلف پہلو سے معجزہ ہے۔ خود قرآن نے اپنے اعجاز کے مختلف پہلو کو اجاگر کیا ہے۔ اب ان تمام باتوں کو ملا کر دیکھا جائے تو قرآن مجید نظم کلام، فصاحت و بلاغت، اظہار غیب، پیش گوئیاں، قوت تاثیر، تعلیم و احکام اور سائنسی حقائق غرض کہ ہر پہلو سے اس کا معجزہ ثابت ہوگا اور چودہ سو سال سے قرآن چیلنج کر رہا ہے کہ اس کے کسی بھی پہلو سے اس کا مثل پیش کیا جائے اور یہ حقیقت ہے کہ ابھی تک اس کا چیلنج قبول نہیں کیا گیا ہے اور قرآن کی پیش گوئی کے مطابق قیامت تک خواہ سارے انسان اپنے سارے وسائل اس پر لگا دیں اور انسانوں سے ماورا المخلوق جنوں کی مدد حاصل کر لی جائے جب بھی اس کا جواب نہیں دیا جاسکتا ہے۔ ذیل میں ان میں سے صرف تین پہلو فصاحت و بلاغت، پیش گوئیاں اور سائنسی انکشافات پر تھوڑی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

قرآن کا ادبی اعجاز - فصاحت و بلاغت

قرآن کریم فصاحت و بلاغت کے اس اعلیٰ معیار پر پہنچا ہوا ہے جس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ بلاغت کا مطلب یہ ہے کہ جس موقع پر کلام کیا جا رہا ہے اس کے مناسب معنی کے بیان کے لیے بہترین الفاظ اس طرح منتخب کیے جائیں کہ مدعا کے بیان کرنے میں اور اس پر دلالت کرنے میں نہ کم ہوں نہ زیادہ لہٰذا جس قدر الفاظ زیادہ شاندار اور معانی شگفتہ ہوں گے اور کلام کی دلالت جس قدر حال کے مطابق ہوگی اتنا ہی وہ کلام زیادہ بلیغ ہوگا۔ قرآن کریم بلاغت کے اس بلند معیار پر پورا اترتا ہے، اس کے چند دلائل ہیں۔

۱- اہل عرب کی فصاحت بالعموم محسوسات کے بیان تک محدود تھی جیسے اونٹ، گھوڑے، یا عورت اور بادشاہ کی تعریف، شمشیر زنی، نیزہ بازی، جنگ یا لوٹ مار کا بیان وغیرہ۔

Marfat.com

خواہ وہ شاعر ہوں یا نثر نگار ان کی فصاحت کا دائرہ یہیں تک محدود رہا۔ لیکن قرآن میں ان اشیاء کے بیان میں بھی فصاحت و بلاغت موجود ہے جو محسوسات سے ماوراء ہیں اور یہ قرآن کا ایک کھلا ہوا اعجاز ہے۔ کیوں کہ محمد ﷺ جو عرب ہی کا ایک فرد تھے اگر یہ قرآن خود ان کا گھڑا ہوا ہوتا تو اس قسم کا کلام دیگر اہل عرب بھی پیش کر سکتے تھے جو کہ زبان دانی میں محمد ﷺ سے بڑھے ہوئے تھے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔

۲- قرآن کریم میں سچائی اور راست گوئی کا پورا اہتمام کیا گیا ہے اور پورے قرآن میں کوئی ایک بات غلط یا جھوٹ نہیں ہے جب کہ شعراء اور ادباء اگر اپنے کلام میں سچ بولنے کی پابندی کریں اور جھوٹ و مبالغہ کی آمیزش نہ ہو تو ان کا کلام اپنے معیار سے گر جائے گا۔

۳- کسی قصیدہ کے تمام اشعار شروع سے آخر تک فصیح نہیں ہوتے بلکہ تمام قصیدہ میں ایک دو اشعار ہی معیاری ہوتے ہیں اور باقی اشعار پھیکے اور بے مزہ ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر امرء القیس کے قصیدے کا یہ شعر ع

قفانبک من ذکری حبیب و منزل

بسقط اللوی بین الدخول فحومل

شعر کے ناقدوں نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کا پہلا مصرعہ اپنے الفاظ و معانی کی ترکیب میں بے مثال ہے لیکن دوسرا مصرعہ تمام شعری خوبیوں سے خالی ہے۔ یہ تو صرف ایک شعر کا حال ہے پورے قصیدے میں نہ جانے کتنی خامیاں موجود ہیں جب کہ قرآن اتنی ضخیم کتاب ہونے کے باوجود سارے کا سارا اس درجہ فصیح ہے کہ تمام مخلوق اس کے معارضہ اور مقابلہ سے عاجز ہے۔

۴- اگر کوئی شاعر یا ادیب کسی مضمون یا قصہ کو ایک سے زیادہ بار بیان کرتا ہے تو اس کا دوسرا کلام پہلے کلام جیسا ہرگز نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف قرآن کریم میں انبیاءؑ کے واقعات، آخرت کے احوال، احکام اور اللہ تعالیٰ کی صفات بکثرت اور بارہا بیان کی گئی ہیں۔ انداز بیان بھی مختلف ہے اور اسلوب بھی یکساں نہیں ہے اس کے باوجود ہر تعبیر اور ہر عبارت انتہائی فصاحت کی حامل ہے۔ اس لحاظ سے دونوں عبارتوں میں کچھ بھی تفاوت محسوس نہیں ہوتا۔

۵- قرآن کریم میں عبادات، احکام، اخلاق اور آخرت کے مباحث بھی بیان

Marfat.com

ہوئے ہیں اور یہ مضامین ایسے ہیں کہ ان میں فصاحت و بلاغت باقی نہیں رہتی مثال کے طور پر کسی فصیح و بلیغ شاعر یا ادیب کو فقہ یا عقائد کے نو دس ایسی بہترین فصیح عبارت لکھنے کے لیے کہہ دیا جائے تو بلیغ تشبیہات اور دقیق استعاروں کے ساتھ وہ قطعی عاجز ہوگا۔

۶- شاعر کی سحر کلامی کسی ایک ہی فن تک محدود ہوتی ہے۔ اس کا کلام دوسرے مضامین کے بیان میں بالکل پھیکا پڑ جاتا ہے، جیسا کہ شعراء عرب کے بارے میں مشہور ہے کہ امرء القیس کے اشعار شراب، کباب اور شباب کے بیان میں بے مثل ہیں۔ نابغہ کے اشعار خوف و ہیبت کو لاجواب انداز میں پیش کرتے ہیں، زہیر رغبت اور امید کے موضوع پر اپنا جوہر دکھاتے ہیں، تو نظامی و فردوسی جنگ و جدل کے بیان میں یکتا ہیں، سعدی غزل کے بادشاہ سمجھے جاتے ہیں، تو انوری قصیدہ گوئی کے امام، اس کے برعکس قرآن حکیم خواہ کوئی مضمون بیان کرے اس کی فصاحت کا سورج نصف النہار کو پہنچا ہوا ہوتا ہے۔

۷- اگر کلام کو ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی جانب منتقل کیا جائے اور مختلف مضامین کے بیان پر مشتمل ہو تو ایسی صورت میں ان میں ربط اور جوڑ باقی نہیں رہتا۔ اس لیے وہ کلام بلاغت کے معیاری درجہ سے گر جاتا ہے۔ جب کہ قرآن مجید میں ایک واقعہ سے دوسرے واقعہ اور ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی جانب انتقال بکثرت پایا جاتا ہے۔ اس کے باوجود اس میں کمال درجہ کا ربط اور تعلق اور آگے کا پیچھے سے جوڑ موجود ہے اور بلاغت کا ایسا معیار قائم رہتا ہے جو انسانی عادت کے خلاف ہے۔

۸- قرآن کریم کا طرۂ امتیاز ہے کہ اکثر جگہوں پر تھوڑے سے الفاظ میں بے شمار معانی کو اس طرح سمو لیتا ہے جس طرح دریا کو کوزے میں۔ اس جامعیت کے ساتھ اس کی حلاوت اور شیرینی اور زیادہ ہو جاتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کسی انسان کا تصنیف کردہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتارا ہوا ہے۔

۹- کلام کی شوکت و شیرینی دو متضاد صفتیں ہیں جن کا اجتماع طویل کلام کے ہر جز میں مناسب مقدار کے ساتھ عادتاً ادباء کے کلام میں نہیں ہوتا ہے لیکن پورے قرآن مجید میں یہ چیز موجود ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ انسانی کلام نہیں بلکہ سروش غیب ہے۔[۳]

Marfat.com

قرآن کا خبری اعجاز - پیش گوئیاں

قرآن مجید جس وقت نازل ہو رہا تھا اس وقت دنیا کے بہت سے واقعات ابھی رونما نہیں ہوئے تھے اور ان کے بارے میں کہا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ اس قسم کے واقعات پیش آئیں گے، کیوں کہ انسان کو غیب کا علم حاصل نہیں ہے اور اس کے پاس ایسا کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے کہ وہ آئندہ ہونے والے واقعات کے بارے میں کچھ پیشین گوئی کر سکے۔ قرآن مجید میں جس طرح کے واقعات کی پیشین گوئی کی گئی تھی وہ عین اس کے مطابق رونما ہوئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قرآن اس ذات کی طرف سے اتارا ہوا ہے جو عالم غیب ہے اور جسے آگے اور پیچھے کا علم حاصل ہے۔ قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیات ہیں جن سے کسی واقعہ کی پیشین گوئی ثابت ہوتی ہے۔ ان سب کو یہاں بیان کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ ان میں سے چند آیتوں کی طرف صرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

۱- سورۂ فتح آیت ۲۷ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ○ (الفتح:۲۷)

”فی الواقع اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا تھا جو ٹھیک حق کے مطابق تھا۔ ان شاء اللہ تم ضرور مسجد حرام میں پورے امن کے ساتھ داخل ہو گے، اپنے سر منڈواؤ گے اور بال ترشواؤ گے اور تمھیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ وہ اس بات کو جانتا تھا جسے تم نہ جانتے تھے اس لیے وہ خواب پورا ہونے سے پہلے اس نے یہ قریبی فتح تم کو عطا کر دی۔“

صلح حدیبیہ کا واقعہ جب پیش آیا تو یہودیوں کی طرف سے مسلمانوں پر طعنے کسے جاتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ محمد ﷺ اب مکہ میں کبھی داخل نہ ہو سکیں گے۔ قرآن مجید نے اس کی پیش گوئی کی کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ ضرور بالضرور مکہ میں داخل ہوں گے اور تاریخ نے مشاہدہ

Marfat.com

کیا کہ ایسا ہوا اور مسلمان فتح مکہ کے موقع پر ٹھیک آیت مذکورہ کے بمصداق مکہ میں داخل ہوئے اور مناسک حج کو ادا کیا۔

۲- سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۪ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًاؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْــٴًـاؕ (النور:۵۵)

''اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انھیں زمین میں خلافت عطا کرے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا کی، اور ان کے اس دین کو مضبوطی عطا کرے گا جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے، اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو پورا کیا اور حضور ﷺ کی زندگی ہی میں مکہ پر مسلمانوں کا تسلط ہو گیا۔ اس طرح خیبر، بحرین اور یمن مسلمانوں کے زیرنگیں آ گئے۔ عہد صدیقی میں اسلامی سرحدوں میں مزید وسعت آ گئی پھر عہدِ فاروقی میں یہ وسعت مصر اور فارس تک پہنچ گئی۔ عہد عثمانی میں اندلس، چین اور قیروان تک اسلامی مملکت وسیع ہو گئی۔ اسلامی تاریخ کی کتابوں میں یہ سب باتیں تفصیل سے مذکور ہیں۔

۳- سورۂ فتح میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَۚ (الفتح:۱۶)

''ان پیچھے چھوڑے جانے والے بدوی عربوں سے کہنا کہ عن قریب تمھیں ایسے لوگوں سے لڑنے کے لیے بلایا جائے گا جو بڑے زور آور ہیں۔ تم کو ان سے جنگ کرنی ہوگی یا وہ مطیع ہو جائیں گے۔''

Marfat.com

مسیلمہ کذاب نے عہد نبویؐ ہی میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا بنو حنیفہ کا پورا قبیلہ اس کے ساتھ ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں اس کی سرکوبی کی گئی اور آیت بالا کے مطابق سخت مقابلہ در پیش آیا۔ اس سلسلے میں تاریخ اسلام میں پوری تفصیل ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

۴- سورہ روم آیت ۱-۴ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۝ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ هُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ۝ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَ یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝ (الروم:۱-۴)

''ا-ل م- رومی قریب کی سرزمین میں مغلوب ہو گئے ہیں، اور اپنی اس مغلوبیت کے بعد چند سال کے اندر وہ غالب ہو جائیں گے۔ اللہ ہی کا اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ اور وہ دن وہ ہو گا جب کہ اللہ کی بخشی ہوئی فتح پر مسلمان خوشیاں منائیں گے۔''

اس آیت میں اس لڑائی کی طرف اشارہ ہے جو اس زمانہ میں روم اور ایران کی سلطنتوں کے درمیان ہو رہی تھی۔ اس وقت رومی بری طرح شکست کھا گئے تھے اور کوئی خیال نہیں کر سکتا تھا کہ اب یہ غالب آ جائیں گے اور چشم فلک نے اس پیش گوئی کو واقعہ میں رونما ہوتے ہوئے دیکھا۔

۵- قرآن کی بعض پیشین گوئیوں کا تعلق خود نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی سے ہے۔ وہ اس طرح کہ منافقین اور یہود کی طرف سے آپ ﷺ کے خلاف ہمیشہ مختلف طرح کی سازشیں کی جاتی رہیں۔ بعض وقت انھوں نے آپ کو دھوکے سے جان سے مار دینے کا منصوبہ بھی بنایا لیکن بروقت غیب سے آپ کو مطلع کر دیا گیا اور ان کے منصوبے پر پانی پھر گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ (المائدہ:۶۷)

''اور اللہ ان لوگوں سے تیری حفاظت کرے گا۔''

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

اِنَّا کَفَیۡنٰکَ الۡمُسۡتَهۡزِءِیۡنَ۔ (الحجر:۹۵)

''اور مذاق اڑانے والوں کے مقابلہ کے لیے آپ کی طرف سے ہم نے کفایت کر لی ہے۔''

Marfat.com

ایک جگہ اور ارشاد ہے:

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ (آل عمران:۱۱۱)

”یہ لوگ (یہودی) کچھ تکلیف پہنچانے کے سوا تم کو اور کوئی نقصان ہرگز نہ پہنچا سکیں گے اور اگر تم سے لڑیں تو تمھیں پیٹھ دکھا جائیں گے پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی۔“

چنانچہ آپ پر متعدد بار قاتلانہ حملے کیے گئے ہیں لیکن ہر بار ناکام رہے جو کہ دراصل اللہ کی طرف سے حفاظت کا نتیجہ تھا۔(۴)

قرآن کا علمی اعجاز۔سائنسی انکشافات

قرآن مجید کا علمی اعجاز یہ ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے کائنات سے متعلق جن حقائق کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا تھا آج جدید سائنس ان حقائق سے پردہ اٹھا رہی ہے جب کہ قرآن جس وقت نازل ہو رہا تھا، معروف معنی میں نہ سائنس تھی، نہ کوئی تجربہ گاہ اور نہ ہی علوم کے اتنے شعبے وجود میں آئے تھے، جواب موجود ہیں۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اگر یہ قرآن کسی انسان کا تصنیف کردہ ہوتا تو اس کے مضامین و مشمولات جدید سائنسی انکشافات سے اس قدر ہم آہنگ نہ ہوتیں جو انکشافات کہ انتہائی درجہ ریسرچ اور تحقیق کے بعد منظر عام پر آرہے ہیں۔ قرآن میں بے شمار آیتیں ہیں جن میں سائنسی حقائق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہاں ان ساری آیتوں کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔ ان میں سے چند آیتوں کی طرف صرف اشارہ کر دینا کافی ہے۔

۱۔ کچھ عرصہ قبل تک کائنات سے متعلق انسان کی معلومات نہ صرف انتہائی محدود تھیں بلکہ افسانوی قسم کی تھیں۔ لیکن جدید سائنسی انکشافات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کائنات جو کہ اربوں کھربوں سیاروں اور کہکشاؤں پر مشتمل ہے اور جو نا قابل شمار وسعت پر محیط ہے کسی وقت ان سب کے اجزاء آپس میں ملے ہوئے تھے جو ایک دھماکے سے پھٹ گئے اور پھیلتے چلے گئے۔

قرآن میں ایک آیت ہے جو اس حقیقت کو بیان کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا

Marfat.com

فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ (الانبیاء:۳۰)

"کیا وہ لوگ جنھوں نے (نبیؐ کی بات ماننے سے) انکار کر دیا ہے غور نہیں کرتے کہ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے، پھر ہم نے انھیں جدا کیا، اور پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی؟"

۲- مذکورہ آیت میں ایک دوسری سائنسی حقیقت یہ بیان کی گئی ہے کہ ہر چیز کو پانی سے زندگی بخشی گئی ہے۔ جدید سائنس نے بھی اس حقیقت کو پوری طرح تسلیم کر لیا ہے کہ زندگی کے وجود میں سب سے نمایاں کردار پانی کا ہے۔ ایک بڑے سے بڑے جاندار کی زندگی پانی کا مرہون منت ہے اور ایک معمولی جسمیہ کا وجود بھی پانی کی برکت سے قائم رہتا ہے جو زندگی کا بنیادی ڈھانچہ ہے۔

۳- کائنات سے متعلق دوسری عظیم حقیقت جس کا انکشاف جدید سائنس میں کیا گیا ہے۔ یہ ہے کہ یہ کائنات ایک مرکزی نکتے سے باہر کی طرف مسلسل پھیل رہی ہے اور یہ پھیلاؤ روشنی کی رفتار سے ہو رہی ہے۔ قرآن کی سورۂ ذاریات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝ (الذاریات:۴۷)

"آسمان کو ہم نے اپنے زور سے بنایا ہے اور ہم اس کی قدرت رکھتے ہیں۔"

۴- کائنات ہی سے متعلق تیسری حقیقت یہ ہے کہ یہاں پر دو بڑی قوتیں کارفرما ہیں جن کی وجہ سے کائنات اپنی جگہ باقی ہے۔ ایک قوت کشش ہے اور دوسری قوت گریز ہے۔ اگر یہ دونوں قوتیں نہ ہوں تو ایک لمحہ کے لیے بھی یہ کائنات باقی نہیں رہ سکتی ہے۔ اسی بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ (الرحمٰن:۷)

"اور آسمان کو اس نے بلند کیا اور توازن قائم کر دی۔"

۵- کائنات دراصل ایک ذرہ (ایٹم) کی کہانی ہے اور ایک ایٹم کئی حقیقتوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ایک حقیقت یہ ہے کہ ہر ذرے کا ایک برقی بار (CHARGE) اور چکر (SPIN) ہوتا ہے۔ جب ایک جوہر بنتا ہے تو اس کا مخالف جڑواں (OPPOSITE TWIN) بھی بن جاتا

Marfat.com

ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز کی ایک جوڑ موجود ہے۔ قرآن نے اس حقیقت کو متعدد آیتوں میں بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَمِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَمِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ ○ (یٰسٓ:۳۶)

"پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس (یعنی نوع انسانی) میں سے یا ان اشیا میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔"

۶- کچھ عرصہ قبل تک ذرہ (ایٹم) کو مادے کے سب سے چھوٹی اکائی کے طور پر سمجھا جاتا تھا اور یہ تصور عام تھا کہ ذرے کی تقسیم نہیں ہو سکتی ہے لیکن جدید سائنس نے اس سے بھی چھوٹی اکائی کا پتا لگالیا ہے۔ وہ اس طرح کہ ایک ایٹم پروٹون (PROTON) اور نیوٹرون (NEUTRON) سے مل کر بنا ہوا ہے اور اس کے اردگرد منفی برقی بار الیکٹرون (ELECTRON) کے بادل ہوتے ہیں اور ایٹم کے مرکزہ نکلیس (NEUTRINO) اور اینٹی نیوٹرینو (ANTI NEUTRINO) نیز ایکسریز اور گاما ریز کے قدرے (CUANTAS) بھی چھپے ہوتے ہیں جو ایٹم سے بہت ہی چھوٹے ہوتے ہیں۔ قرآن میں ایٹم کا بھی تصور موجود ہے اور ایٹم سے چھوٹے جز کا تصور بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا یَعۡزُبُ عَنۡهُ مِثۡقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الۡاَرۡضِ وَلَاۤ اَصۡغَرُ مِنۡ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكۡبَرُ اِلَّا فِیۡ كِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ○ (سبا:۳)

"اس سے ذرہ برابر کوئی چیز نہ آسمان میں چھپی ہوئی ہے نہ زمین میں۔ نہ ذرے سے بڑی اور نہ اس سے چھوٹی۔ سب کچھ ایک نمایاں دفتر میں درج ہے۔"

۷- انسان کی تخلیق سے متعلق بھی جدید سائنس میں بہت سے انکشافات کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ رحم مادر میں انسان کی تخلیق مختلف مراحل سے گزر کر ہوتی ہے۔ پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ انسان کی پیدائش کا عمل صرف ماں کے پیٹ میں موجود رحم میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔ لیکن اب سائنس دانوں نے انکشاف کیا ہے کہ کم از کم تین مرحلے ایسے ضرور ہیں جہاں سے

Marfat.com

ہر پیدا ہونے والے بچے کو گزرنا پڑتا ہے۔ وہ تین مرحلے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں، گوکہ ظاہری شواہد سے ان کو الگ کر کے دیکھنا ممکن نہیں ہے، اس حقیقت کو ایک مثال کے ذریعہ واضح کیا جاسکتا ہے۔ایک زرخیز شدہ انڈا کا خلیہ یا زائیگوٹ (ZYGOTE) گویا پہلے ایک دیو قامت اور تاریک سرنگ سے گزرتا ہے پھر ایک سیاہ اور روشنی سے عاری جنگل میں آتا ہے پھر اس کے بعد ایک انتہائی سیاہ سمندر کی تہہ میں چلا جاتا ہے اور پھر ایک بچہ پیدا ہوتا ہے۔قرآن مجید میں صاف الفاظ میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقاً مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ O (الزمر:٦)

''وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمھیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے۔یہی اللہ تمہارا رب ہے بادشاہی اسی کی ہے، کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہے، پھر تم کدھر پھرائے جا رہے ہو؟''

قرآنی احکام اور طبی حکمتیں

قرآن مجید سائنس کی کتاب ہے نہ میڈیکل سائنس کی۔ بلکہ وہ انسانیت کی رشد و ہدایت کے لیے نازل کیا گیا ہے۔انسان کو ہر پہلو سے رہ نمائی کی ضرورت ہے چناں چہ قرآن نے ہر پہلو سے اس کی رہ نمائی کی ہے۔اس میں توحید، عبادات، معاملات، تعلقات حتیٰ کہ اکل وشرب کے احکام وارد ہیں۔ انسان سے کہا گیا ہے کہ وہ ان احکام کی پابندی کریں اسی میں اس کی دنیا وآخرت کی بھلائی ہے۔ دوسری صورت میں اس کے لیے خسران ہی خسران ہے، جو دنیا میں بھی لاحق ہوگا اور آخرت میں بھی۔ آخرت کے نقصان کو فی الحال نظر انداز کیا جاتا ہے۔قرآنی احکام کی تعمیل یا عدم تعمیل سے انسان پر دنیا میں کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اس سلسلے میں جدید سائنسی انکشافات نقل کیے جارہے ہیں جن سے ایک طرف تو یہ معلوم ہوگا کہ قرآن اور سائنس میں کتنی ہم آہنگی ہے اور اس کے احکام میں کتنی حکمتیں اور مصلحتیں پنہاں ہیں اور دوسری طرف قرآن کتاب ہدایت

Marfat.com

ہونے کے اعتبار سے انسانیت کی کتنی بڑی ضرورت ہے جس کو مستشرقین خود بھی ٹھکرا رہے ہیں اور اپنے اعتراضات کے ذریعہ دوسروں کو ٹھکرا دینے کی تلقین کر رہے ہیں۔

ایمان اور ذہنی سلامتی

عقیدۂ توحید قرآن مجید کا سب سے بنیادی موضوع ہے۔ قرآن میں بار بار انسان کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ اللہ کے بارے میں صحیح نقطۂ نظر قائم کرے اور شرک، کفر اور الحاد سے پرہیز کرے ورنہ اسے ناقابلِ تلافی نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (العصر: ۱-۳)

"زمانے کی قسم، انسان درحقیقت خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، اور نیک اعمال کرتے رہے، اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔"

اس سورت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان راست بازی اور صالحیت کی بنیاد ہے جب کہ ایمان کے نہ ہونے سے مایوسی، محرومی، بدنصیبی اور حیرانی کی کیفیتیں پیدا ہوتی ہیں۔

علم نفسیات کے ماہرین نے انکشاف کیا ہے کہ انسان میں سب سے زیادہ اثر پذیر جذبہ خوف ہے۔ انسانی وجود میں خوف کا عنصر اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ بہت سی حیاتیاتی علتیں اور خرابیاں خوف سے پیدا ہوتی ہیں۔

اللہ پر ایمان نہ رکھنے والے شخص کے لیے دو شدید خوف ہوتے ہیں۔ ان میں سے پہلا خوف موت اور تباہی کا ہوتا ہے اور دوسرا مستقبل کے خدشات ہوتے ہیں۔ جن کے اندر یہ دونوں خوف کی صورتیں موجود ہوں وہ ایک قسم کے ناقابل برداشت ذہنی اضطراب میں مبتلا رہتا ہے اور ان کی وجہ سے مختلف قسم کی نفسیاتی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔ نتیجہ کے طور پر طرح طرح کے جسمانی عوارض، جیسے السر، تشنج، ہیجان حتیٰ کہ کینسر بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ انسان کے اندر ایک ایسی افراتفری کی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ اس کا حوصلہ بیٹھ جاتا ہے اور وہ مسلسل دکھ درد کے

Marfat.com

احساسات میں جلتا رہتا ہے۔ اس کے مقابلے میں بھروسہ یا اعتماد کا جذبہ ہے جو صرف ایمان کی بنیاد پر پیدا ہوتا ہے۔ ایک ایمان والا چاہے وہ انتہائی بدحالی اور مشکلات کا شکار ہو لیکن اس کے اندر کبھی حوصلہ شکنی نہیں پیدا ہوتی ہے۔ جب کہ ایک بے ایمان شخص ہر وقت جھوٹے سہارے کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے اور وہ خوف اور مختلف خدشات سے بچنے کے لیے مال و دولت کا پیچھا کرتا ہے لیکن اس کے باوجود اسے اطمینان قلب حاصل نہیں ہوتا ہے اور وہ خسارے کا شکار ہوتا ہے۔

انسان کے اندر دوسرا اہم جذبہ جو اس کے طرز عمل پر اثر انداز ہوتا ہے نفرت، کینہ اور حسد کا جذبہ ہے۔ اور یہ بھی بے ایمانی کے نتیجے میں فروغ پاتے ہیں اور ایسا شخص اچھے اخلاق اور مخلص عمل کی برکات سے ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ انسانی جسم کی سائنسی معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ جسمانی ساخت کا نظام بڑی حد تک ہارمون (HORMONES) اور ہارمون پیدا کرنے والے غدود (ENDOCRINE) کے نظام سے منسلک ہے۔ بہت سے اہم اعمال جیسے خون کی شریانوں کے جوڑا ہونے سے لے کر بھوک تک کا عمل اسی نظام پر اثر پذیر ہوتے ہیں۔ جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ مختلف جذبات بھی اس نظام پر اثر انداز ہوتے ہیں اور بہت سے عمل جو صحت کے لیے ضروری ہیں منفی جذبات مثلاً خوف، نفرت اور حسد وغیرہ کی صورت میں اس نظام میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ جب کہ مثبت جذبات مثلاً اعتماد اور بھروسہ وغیرہ اس نظام کو بہتر طور پر عمل کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

آج پوری دنیا میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے کہ لوگ کس طرح ذہنی انتشار کا شکار ہیں اور اس کے نتیجہ میں مختلف جرائم رونما ہو رہے ہیں اور وہ خود تباہی کے دہانے تک پہنچ چکے ہیں۔ ایک سروے رپورٹ کے مطابق مغربی ممالک (جو ترقی یافتہ بھی ہیں) کے تیس فیصد نوجوان ذہنی انتشار کے شکار ہیں اور منشیات کے سہارے جی رہے ہیں۔ لیکن کیا ان کو یہاں بھی پناہ مل رہی ہے۔ آیئے ذیل میں اس تعلق سے بھی قرآن کا مطالعہ کریں۔

شراب، میڈیکل سائنس اور قرآن (۵)

قرآن میں شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ شراب میں بعض فائدے بھی ہیں لیکن اس کا نقصان اس کے فائدے سے کہیں زیادہ ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ (البقرہ:۲۱۹)

"پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے؟ کہو: ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے۔ اگرچہ ان میں لوگوں کے لیے منافع بھی ہیں، مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔"

آیئے ذیل میں شراب سے متعلق میڈیکل سائنس کی تشریحات کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ قرآن مجید نے اس کے جن نقصانات کا ذکر کیا ہے وہ کیا کیا ہیں۔

اس سے پہلے کہ شراب کے انسانی صحت پر زہریلے اثرات کا پوری طرح سے جائزہ لیا جائے۔ ہمیں اس کے کیمیاوی اجزا کے متعلق تھوڑا بہت ادراک حاصل کر لینا چاہیے۔

علم کیمیا (CHEMISTRY) کی رو سے ہمیں یہ معلوم ہے کہ الکحل (شراب) گلانے یا حل کرنے کے لیے ایک طاقت ور محلول ہے بطور خاص چربی کے لیے، غذائی اصطلاحات میں یہ حل کرنے والی چیز نہیں بلکہ توڑ پھوڑ کے عمل سے عبارت ہے۔ دوسرے لفظوں میں بنیادی خوراک یعنی شکر کو بکٹیریا یا جراثیم کے ذریعہ ہضم کرنے کے سلسلے میں پیدا ہونے والی یہ ایک کیمیاوی ذیلی خوراک (BYPRODUCT) ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر شراب انسانی جسم کے لیے ایک نقصان دہ کیمیکل مانا گیا ہے اور انسانی جگر اس کو فوراً توڑ دیتا ہے یعنی اس کی زہر آلودگی کو ختم کرنے میں لگ جاتا ہے اس عمل کو (DEOXIFIED) کہتے ہیں۔ چنانچہ شراب یا الکحل کی یقیناً کوئی غذائی اہمیت نہیں ہے، جس کا دعویٰ اس کے رسیا اکثر و بیشتر کرتے رہتے ہیں۔ جب یہ جسم کے اندر پہنچتی ہے تو دوسری ہر قسم کی خوراک کے برعکس کنٹرول سے باہر خامروں کی تبدیلی (METABOLIZED) یا ہضم ہو جاتی ہے۔ صرف یہی ایک ظاہری فائدہ اس آیتِ کریمہ میں بتایا گیا ہے۔

اب ہم شراب یا الکحل کے انسانی جسم پر اثرات کی طرف آتے ہیں۔

(الف) شراب کا نظام ہضم پر اثر

اس کا سب سے پہلا بڑا اثر منہ سے شروع ہوتا ہے۔ عام طور پر منہ کے اندر ایک

Marfat.com

خاص قسم کا زندہ ماحول (FLORA) ہوتا ہے، جو ایک لعاب کی صورت میں ہے۔ نقصان دہ جراثیم کے لیے اس ماحول میں زندہ رہ جانا بے حد مشکل ہوتا۔ مگر چوں کہ شراب کی وجہ سے اس ماحول کی قوت بتدریج کم ہوتی جاتی ہے اس کا نتیجہ مسوڑھوں میں زخم (INFECTION) اور سوجن کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ چناں چہ شراب کے عادی لوگوں کے دانت بہت تیزی سے خراب اور فرسودہ ہوجاتے ہیں۔ منہ کے بعد گلے اور خوراک کی نالی (ESOPHAGUS) کی باری آتی ہے۔ یہ دونوں اعضاء ایک دوسرے سے ملحق ہوتے ہیں۔ یہ نہایت مشکل کام سرانجام دیتے ہیں اور ان پر نہایت حساس استر (MUCUS MEMBRANCE) کی تہہ ہوتی ہے۔ شراب کے اثر سے اس حساس تہہ پر برُا اثر پڑتا ہے اور جلن کا باعث ہوتی ہے، نتیجتاً ان دونوں اعضا کے اندر ضعف پیدا ہونا شروع ہوجاتا ہے ان اعضا کے سرطان (کینسر) کی وجہ شراب ہی بیان کی جاتی ہے۔ درحقیقت وہ ادارے جو سرطان جیسے موذی مرض کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں ۱۹۸۰ء کے بعد سے شراب کے خلاف دوررس اور سنجیدہ اقدام کرتے رہے ہیں۔

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ شراب کی وجہ سے معدے کی خطرناک بیماریاں جیسے (GASTRITIS) پیدا ہوتی ہے۔ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ یہ خون میں موجود لپڈ (LIPID) جو ایک خاص قسم کی چربی ہوتی ہے اس کے استعمال سے تحلیل ہوجاتی ہے۔ یہ یعنی لپڈ ایک طرح کی حفاظتی تہہ مہیا کرتا ہے جس پر تیزابیت یعنی ہائیڈروکلورک ایسڈ کا نقصان دہ اثر نہیں ہوتا۔ اسی تہہ کی وجہ سے معدہ خود اپنے آپ کو ہضم نہیں کرسکتا۔ اگرچہ فی الحال یہ پوری طرح ثابت نہیں ہوا کہ جس طرح شراب گلے اور خوراک کی نالی میں سرطان کا ذریعہ بنتی ہے معدے کے معاملے میں بھی ایسا ہی ہے۔ لیکن اس خیال کو تقویت حاصل ہوتی جارہی ہے کہ معدے کے سرطان میں بھی شراب کی کارستانی ہوتی ہے۔

شراب کا سب سے زیادہ نقصان دہ اثر بارہ انگشتی آنت (DEDENUM) پر ہوتا ہے۔ اس جگہ نہایت نازک کیمیائی اثرات وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ شراب اس کی اس خاصیت کو متاثر کرتی ہے جو مخصوص ہاضم لعاب خارج کرنے کی صلاحیت سے تعلق رکھتی ہے اور اس کی کیمیائی حساسیت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ہاضمہ کے لیے اس اہم راستے کی تباہی کے بعد شراب جگر سے

Marfat.com

پیدا ہونے والے ہاضم لعاب (BILE) کے اخراج پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ تمام شرابیوں کی بارہ انگشتی آنت اور پتہ کی جھلی ہمیشہ بیماری کا شکار ہوتی ہیں۔ یا ان کا کام اکثر صحیح نہیں ہوتا۔ یہ حالت ہر شرابی کو گیس اور بدہضمی کے ذریعہ مصیبت میں ڈالے رکھتی ہے۔ معدے کی یہ تکالیف آنتوں پر بھی اثر ڈالتی ہیں۔ چناں چہ نظام ہضم کا کمپیوٹر کی طرح کام کرنے والے نظام کی حسنِ ترتیب اور ہم آہنگی بھی تہس نہس ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ایک صحت مند انسانی جسم ہر اس چیز کو ہضم کر لیتا ہے جس کی اسے ضرورت ہوتی ہے مگر یہ نظامِ ہضم کو خاص قسم کی ہدایات جاری کرنے سے ہوتا ہے۔ مگر زیادہ اور مستقل طور پر شراب پینے والوں کے معاملے میں یہ کنٹرول ختم ہو جاتا ہے اور ہضم کرنے کا عمل بلا روک ٹوک بغیر کسی تمیز کے جاری رہتا ہے، اس کا نتیجہ موٹاپے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس لیے کہ یہ بے تحاشا ہضم اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتا کہ خلیوں کی درمیانی جگہ (INTERSTICES) میں چربی کا ذخیرہ کرنا شروع کر دے۔ درحقیقت چربی کی یہ کثیر مقدار دل کے پٹھوں کے نظام پر مایوکارڈک ٹیشو (MYOCARDIC TISSUE) پر چھا جاتی ہے اس طرح دل کی خطرناک قسم کی بیماریاں ہو جاتی ہیں۔

شراب کا سب سے زیادہ خراب اثر وہ ہے جو وہ جگر پر کرتی ہے۔ انسانی جگر وہ حساس لیبارٹری ہے جو شراب کے ہر ایک چھوٹے سے چھوٹے سالمے کو زہر کی طرح محسوس کرتا ہے۔ جگر پر شراب کا اثر دو طرح سے ہوتا ہے:

۱- شراب خوری کی صورت میں جگر کے خلیے الکحل ختم کرنے کی ذمہ داری میں پوری طرح مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے دوسرے کاموں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

۲- جگر کے کیمیاوی عمل جو ایک سے ایک بڑھ کر حساس ہوتے ہیں۔ شراب کے بلا روک ٹوک اثر کے تحت درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جگر کو ایک ہی عمل بار بار دہرانا پڑتا ہے اور اس طرح بے پناہ، مسلسل اور بلا ضرورت محنت اور مشقت سے جگر کی کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔

یہ اثرات جگر کے لیے خطرناک نتائج پیدا کرتے ہیں۔ ان اثرات میں زیادہ مشہور جگر کا سکڑنا (CYRHOSIS) ہوتا ہے۔ جو اس کا زندہ ثبوت ہوتا ہے کہ جگر کی بربادی مکمل ہو چکی ہے۔ زیادہ

Marfat.com

خطرناک ممکنات میں سے یہ بھی ہے کہ شراب کا استعمال ایک ایک کر کے جگر کے تمام فعلوں کو تباہ کر دے۔

ان فعلوں میں پہلا فعل وہ ہے جس میں جگر ان اجزاء کو پیدا کرتا ہے جس سے خون کا عمل ظہور پذیر ہوتا ہے۔ چوں کہ جگر ان اجزاء کو پیدا نہیں کر سکتا یا اس کی پیداوار بہت زیادہ کم ہو جاتی ہے، تمام عادی شرابی اندر سے کمزور (ANAEMIC) ہوتے ہیں۔ اگر چہ ان کے چہرے خون کی نالیوں کے بڑھنے یا کھلنے کی وجہ سے تنومند نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کی ہڈیوں کے گودے (BONE MARROW) تباہ ہو چکے ہوتے ہیں۔ یعنی درحقیقت خون کی پیداوار کا عمل ختم یا بے حد کم ہو چکا ہوتا ہے۔

مزید برآں جگر کی وہ استطاعت جس کی وجہ سے جسمانی تحفظ کے اعضا جیسے مختلف قسم کے گلوبین بالخصوص امیونو گلوبلین (IMMUNO GLOBULIN) بنتے ہیں۔ شرابیوں میں خطرناک حد تک کم ہو جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں بیماریوں کے خلاف مدافعت کم سے کم ہو جاتی ہے۔

شراب بعض اوقات جگر کے فعل کے اچانک رک جانے کی وجہ بھی بن جاتی ہے اس صورت میں ایک شرابی بے ہوشی کے عالم ہی میں مرجاتا ہے اسے جگر کا دیوالیہ پن یا (BANKRUPTCY) کہتے ہیں۔ جگر کے سلسلے میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی جس میں اس پر شراب کے نقصان دہ اثرات کا ثبوت نہ ملتا ہو۔ اس نکتہ کو اس سے زیادہ شدت سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔

(ب) شراب کا خون کے دوران کے نظام پر اثر

خون کے دوران پر شراب کا اثر دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک تو جگر پر اثر کے ذریعہ بالواسطہ ہوتا ہے۔ دوسرا دل کی بافتوں جنہیں مایوکارڈک ٹیشو (MYOCARDIC TISSUE) کہتے ہیں پر بلاواسطہ اثر کے ذریعہ جگر، جو خون میں چربی کی خوراک کو تحلیل کرنے میں سب سے اہم عمل کرتا ہے، اس میں ضعف اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے، جس کے نتیجے میں خون لے جانے والی نسیں سخت ہو جاتی ہیں جسے (ARTEPIOSGLEROSIS) کہتے ہیں۔ اس سے فشارِ خون بلڈ پریشر (HYPER TENSION) کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف الکحل (شراب) کی تیزی سے جل جانے کے عمل سے، خون کے بہاؤ کے مخصوص طریق، جسے ہم خون کے بہاؤ کی رفتار کہتے ہیں، میں گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے دل کی تھکان واقع ہو جاتی ہے۔ مزید برآں شراب کی

Marfat.com

وجہ سے دل میں چربی کے ذرات جمع ہو جاتے ہی اور اعصابی نظام پر نقصان دہ اثر کے ذریعہ دل کے عمل میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عادی شرابی بالآخر یا تو جگر کے فعل میں خلل (CYRROSIS) کی وجہ سے یا ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے اپنے خاتمے کو پہنچتا ہے۔

وہ شخص جو دل کے عارضے میں مبتلا ہو اس کے لیے شراب کا ایک قطرہ لینا بھی ایسا ہے جیسے اُسے اپنی زندگی کی کوئی پروا نہیں اور نہ ہی اسے اپنے جسم کے کسی عضو کے نقصان کی پروا ہے۔

شراب کے رسیا کچھ لوگوں کے یہ بھی خیالات ہیں کہ تھوڑی اور مناسب مقدار میں شراب پینے سے دل کے تشنج یا دورے میں افاقہ ہوتا ہے۔ یہ بادی النظر میں شراب کے فوائد میں سے ایک نظر آتا ہے۔ مگر سائنسی طور پر اس خیال کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ اگرچہ طبی تحریروں میں اس قسم کی کوئی تجویز موجود نہیں ہے لیکن بدقسمتی سے بہت سے ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اس کے برعکس سوچتے یا محسوس کرتے ہیں۔

انسانی گردے جنھیں دورانِ خون کے نظام کا آخری مقام سمجھا جاتا ہے ان کو بھی شراب کے استعمال سے سخت نقصان پہنچتا ہے۔ اس لیے کہ گردے انتہائی حساس کیمیاوی جوہر کی ملاپ (VALENCE) کے مقام پر چھلنی کا کام دیتے ہیں۔ لیکن شراب (الکحل) اس نازک عمل کو بھی تہہ و بالا کر دیتی ہے۔ یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ وہ شرابیں جن میں الکحل کی مقدار کم ہوتی ہے گردوں کے لیے زیادہ نقصان دہ ہوتی ہیں۔ چناں چہ زیادہ مقدار میں شراب (BEER) پینے والوں کے گردے اکثر خراب ہوتے ہیں۔

لمف والے (LYMPHATIC) نظام کی انسانی جسم میں بے حد اہمیت ہے۔ اس نظام کی خون والی نالیاں شراب کے ہاتھوں ناقابلِ علاج نقصان اٹھاتی ہیں۔ اس لیے کہ چربی والے نامیاتی مرکب لپڈ (LIPID) کا اس نظام میں ایک بہت اہم مقام ہوتا ہے شراب کا نقصان دہ اثر، اس حیران کن حد تک حفاظت بہم پہنچانے والے نظام کو برباد کر دیتا ہے۔

اگر اللہ جل شانہ نے، جیسا کہ مختلف آیات میں فرمایا گیا ہے، اپنی عنایات کے ذریعے انسانی زندگی کو حفاظت کے دیگر طریقوں سے گھیرا ہوا نہ ہوتا تو ہمیں مزید صراحت سے نظر آتا کہ شراب کس قدر زیادہ نقصان دہ ہے۔

Marfat.com

(ج) شراب کا اعصابی نظام پر اثر

شراب عصبی خلیوں کی اس باریک جھلی میں داخل ہو جاتی ہے جو نامیاتی چربی جیسے مرکب یعنی لِپڈ (LIPID) کی حفاظت میں ہوتی ہے۔ اس طرح اس نظام کے برقی رابطہ (ELECTRICAL COMMUNICATION) میں خلل اندازی کرتی ہے۔ یہ خراب اثر دو مختلف ذریعوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کا پہلا اثر نشے کے اچانک حملہ کی صورت میں ہوتا ہے۔

لیکن اس کا دیرپا اثر بہت ہی خطرناک ہوتا ہے۔ شراب اعصابی نظام کو روز بروز نقصان پہنچاتی ہے، جس سے کئی اقسام کی بیماریاں لگنا شروع ہو جاتی ہیں۔ مزید برآں اگرچہ شروع شروع میں شراب کا خراب اثر غیر معمولی یا غیر واضح بھی ہو تب بھی اس کے دیرپا خراب اثرات شروع ہی سے مرتب ہوتے رہتے ہیں۔ چناں چہ کچھ لوگوں کے یہ دعوے کہ "مجھے تو شراب سے نشہ نہیں چڑھتا۔ مجھ پر شراب کا اثر نہیں ہوتا"۔ محض طفل تسلی اور خود فریبی ہے۔

شراب کے برے اثرات جوانی اور بطور خاص بچپن میں بے حد زیادہ ہوتے ہیں۔ عام طور پر معلوم بیماریوں، جیسے ہذیان (DELIRIUM) کپکپی (TREMBLE) پلائینورائٹس (PLYNEURTIS) اور کورساکوف کے مجموعہ علامات (KORSAKOF SYNDROME) شراب کی کارستانیوں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اس کا بُرا اثر اعصابی نظام کے مراکز پر نا قابلِ علاج حد تک ہوتا ہے۔ الفاظ کا بھولنا (AMNESIA) اور ہاتھوں کا رعشہ اس اعصابی نقصان کی نشانیاں ہوتی ہیں۔

شراب جس میں چربی پگھلانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ تخلیقی خلیوں (REPRODUCTIVE CELL) میں داخل ہو کر ان کو بے حد نقصان پہنچاتی ہے۔ اس کی عام فہم مثالوں میں نئی نسل کی ذہانت میں کمی اور ناقص بالیدگی (DYSTROPHY) شامل ہیں۔ بہت سے مطالعہ جات اور سروے یہ حقیقت ظاہر کرتے جا رہے ہیں کہ ذہنی طور پر غبی بچوں کے والدین اکثر و بیشتر شدید قسم کی شراب نوشی کرتے تھے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ شراب عورت کے تخم (OVUM) اور بیضۂ حیات (EGG CELL) کے خلیے کو بہت آسانی سے نقصان پہنچاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ شرابی ماؤں کے بچے اکثر موروثی طور پر دماغی یا قلبی صدمے (SHOCK) یا جھٹکے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ شرابی باپ

Marfat.com

کی طرف سے ایسے واقعات کی تعداد تیس فیصد سے زیادہ تک ہوتی ہے۔

(د) شراب کا معاشرتی نفسیات پر اثر

یہ حقیقت بار بار ثابت ہو چکی ہے کہ کس طرح شراب معاشرتی تعلقات اور استحکام پر اثر انداز ہوتی ہے۔ سطور ذیل میں ان کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ شرابیوں میں زود رنجی یا غصے کے فوری حملے، ان کو معاشرے میں لاتعداد تنازعات میں الجھائے رکھتے ہیں۔

۲۔ لاتعداد متواتر طلاقیں معاشرے کے بنیادی ڈھانچوں کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں اور نتیجتاً مجرمانہ ذہنیت کے حامل بچوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے تمام معاشرہ خطرناک حد تک متاثر ہوتا ہے۔

۳۔ مختلف قسم کے کام کرنے والے مزدوروں اور کاریگروں پر شراب کی وجہ سے بے دلی اور کاہلی کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح ان کی کارکردگی اور مہارت پر بُرا اثر پڑتا ہے جس کا آخری نقصان معاشرے کو پہنچتا ہے۔

۴۔ شراب کی وجہ سے انسانوں میں ایک دوسرے کی طرف غیر ہمدردی کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قومی تفکر، معاشرتی اتحاد اور معاشرتی مسائل کے خلاف جدوجہد کا جذبہ مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے۔

سائنس کو قرآن کا چیلنج

قرآن کے علمی اعجاز میں صرف یہ بات شامل نہیں ہے کہ قرآنی آیات سائنسی انکشافات سے ہم آہنگ ہیں۔ بلکہ قرآن کے علمی اعجاز کا اصل پہلو یہ ہے کہ قرآن نے خود سائنس کو چیلنج کیا ہے کہ وہ ان حقائق کا جواب دے جن کو وہ بیان کر رہا ہے اور اگر سائنس ان کے جواب سے قاصر ہو تو اس کو ماننا چاہیے کہ قرآن ایک آفاقی کتاب ہے جس تک ابھی سائنس کی رسائی نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔

قرآن میں ایسی بہت سی آیات ہیں لیکن اختصار کی غرض سے یہاں چند آیتوں کی

Marfat.com

طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

۱- اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دعویٰ کیا ہے کہ اس نے اس ساری کائنات کی تخلیق کی اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور نہ ہی کسی نے اس کی معاونت کی ہے۔اس کائنات میں بنیادی طور پر دو چیزیں پائی جاتی ہیں ایک مادہ (MATTER) دوسری چیز زندگی (LIFE) ہے۔مادہ کی تعریف میں آسمان وزمین بھی شامل ہے اور ایک ذرہ بھی۔اور زندگی کی تعریف میں بڑے سے بڑے جاندار بھی شامل ہیں اور ایک معمولی بیکٹیریا بھی۔قرآن کہتا ہے کہ اگر اس کائنات میں کسی کو کوئی عمل دخل ہو تو کم از کم وہ ایک مکھی ہی پیدا کر کے دکھا دے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ط اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ط (الحج:۷۳)

''لوگو! ایک مثال دی جاتی ہے، غور سے سنو۔جن معبودوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔''

سائنس کی دنیا میں ابھی کچھ عرصہ قبل تک سمجھا جاتا تھا کہ زندگی کی نمو کسی بھی کرہ پر ایک خاص درجہ حرارت پر ہو سکتی ہے۔مگر موجودہ سائنسی تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ کسی کرہ کے لیے زندگی کے لیے سازگار ماحول (فضا) کا حصول ناممکن ہے۔مثال کے طور پر زمین میں جو زندگی پائی جاتی ہے وہ یہاں کی سازگار فضا کی وجہ سے ہے لیکن اگر اسی میں تھوڑا خلل واقع ہو جائے تو یہاں بھی زندگی ناپید ہو جائے گی۔جیسے سورج زمین سے جتنے فاصلہ پر ہے اگر اس میں تھوڑی سی بھی کمی یا بیشی ہو جائے تو دونوں صورتوں میں زمین پر زندگی ختم ہو جائے گی۔

سائنس کے لیے قرآن کا چیلنج ہے کہ وہ ایک معمولی چیز مکھی کی از خود تخلیق کر کے دکھا دے اگر وہ ایسا نہیں کر سکتی تو وہ تسلیم کرے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، جو کائنات کی حقیقتوں کو کھول رہا ہے۔

۲-موجودہ دور میں طب اور میڈیکل سائنس نے کافی ترقی کر لی ہے۔بڑی سے بڑی بیماری کا علاج کر لیا جاتا ہے حتیٰ کہ انسانی اعضاء کو چیر پھاڑ کر ان کو تبدیل کر لیا جاتا ہے لیکن

Marfat.com

میڈیکل سائنس ان تمام ترقیوں کے باوجود موت کے سامنے عاجز ہے۔ قرآن نے ایک بہت ہی آفاقی اصول بتایا ہے کہ موت کا علاج ممکن نہیں ہے اور ہر متنفس کو ایک نہ ایک دن موت سے ہم کنار ہونا ہے۔ سائنس اگر سمجھتی ہے کہ قرآن کی یہ بات سچ نہیں ہے تو موت کا علاج وہ تلاش کر کے لائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ؕ

(النساء:۷۸)

"جہاں بھی تم رہو موت بہر حال تمھیں آ کر رہے گی، خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں ہو۔"

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

قُلۡ فَادۡرَءُوۡا عَنۡ اَنۡفُسِکُمُ الۡمَوۡتَ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ۝

(آل عمران:۱۶۸)

"کہو ان سے اگر تم اپنے قول میں سچے ہو، تو خود تمہاری موت جب آئے اسے ٹال کر دکھا دینا۔"

۳۔ سائنسی ترقی کا ایک مظہر خلانوردی بھی ہے۔ سوڈیڑھ سو سال پہلے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ چاند پر بھی حضرت انسان قدم رنجہ ہوں گے لیکن خلائی سائنس کی ترقی نے نہ صرف چاند بلکہ چاند سے اربوں کلومیٹر دور سیاروں تک انسان کی رسائی دلا دی ہے۔ ابھی پچھلے دنوں مریخ پر پاتھ فائنڈر کے اترنے کی خبر کا خوب چرچا تھا اور اس کے بعد سے یہ سمجھا جا رہا ہے کہ انسان کے لیے یہ دور دراز سیارے اور ستارے گرد راہ ہیں اور انسان جہاں تک چاہے پہنچ سکتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ وہ آسمان کی سرحدوں کو پار کر سکے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ فَانۡفُذُوۡا ؕ لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ ۝ؑ

(الرحمٰن:۳۳)

"اے گروہ جن وانس، اگر تم زمین اور آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو

Marfat.com

تو بھاگ کر دیکھو۔ نہیں بھاگ سکتے۔ اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔"

بلاشبہ مریخ تک رسائی انسان کی ایک بڑی کامیابی ہے لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ مریخ نظام شمسی ہی کا ایک سیارہ ہے اور کائنات میں نظام شمسی کی حیثیت کاغذ کے ایک صفحہ پر ایک نقطہ کے برابر ہے۔ جب کہ کائنات میں اربوں کہکشاں ہیں اور ہر کہکشاں میں اربوں کھربوں ستارے اور سیارے موجود ہیں۔ سائنس دانوں نے بیان کیا ہے کہ روشنی کی رفتار سے اگر سفر کیا جائے تو کائنات کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچنے میں دو سو ارب نوری سال لگیں گے۔[٦]

اب اس بات کے حوالے سے غور کیا جا سکتا ہے کہ قرآن کتنی بڑی حقیقت کو بیان کر رہا ہے۔ جو اپنی حقانیت کی خود ایک دلیل ہے۔

۴۔ قرآن میں قیامت کا تذکرہ بار بار کیا گیا ہے کہ ایک دن یہ کائنات درہم برہم ہو جائے گی اور سارے سیارے اور ستارے ایک دوسرے پر گر پڑیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ○ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ○ (التکویر: ۱، ۲)

"جب سورج لپیٹ دیا جائے گا، اور جب تارے بکھر جائیں گے۔"

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ○ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ○

(الانفطار: ۱، ۲)

"جب آسمان پھٹ جائے گا، اور جب تارے بکھر جائیں گے۔"

سائنس دانوں نے بھی یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ ایک دن یہ کائنات ختم ہو جائے گی۔ اس کے اندر جتنے کہکشاں، سیارے اور ستارے ہیں وہ سب ناکارہ ہو کر رہ جائیں گے، پوری کائنات کا درجہ حرارت ایک ہو جائے گا، نہ روشنی رہے گی، نہ زندگی اور نہ حرارت۔ توانائی کا وجود ختم ہو جائے گا اور سارے اسباب و علل بے معنی ہو جائیں گے اور پھر وقت اور زماں کی بھی کوئی سمت نہیں رہے گی۔ تو سوال یہ ہے کہ سائنس نے جب اس حقیقت کو دریافت کر لیا ہے تو اس کا

Marfat.com

متعینہ وقت کیوں نہیں وہ بتاتی ہے کہ کب ایسا ہوگا؟ قرآن کہتا ہے کہ یہ بتانا ممکن بھی نہیں ہے کیوں کہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (لقمان: ۳۴)

"قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے، کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والا ہے، اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اس کی موت آنی ہے، اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔"

اس طرح دیگر آیات میں اور بھی بہت سے سائنسی چیلنج موجود ہیں لیکن طوالت کے خوف سے ان کو نہیں بیان کیا جا رہا ہے۔ خلاصہ بحث یہ کہ قرآن فصاحت و بلاغت سے لے کر مضمون و مواد تک ہر اعتبار سے معجزہ ہے اور اس کا مثل پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ محمد (ﷺ) کی تصنیف نہیں بلکہ ایک عالم غیب ذات کی طرف سے اتارا ہوا ہے اور قرآن دعوت دیتا ہے کہ اس ذات پر ایمان لایا جائے اور ان حقیقتوں کو تسلیم کیا جائے تاکہ دنیا اور آخرت میں انسانیت کو بھلائی نصیب ہو۔ قرآن کے نزول کا مقصد یہی ہے کہ انسانیت تباہی سے بچ جائے۔

مستشرقین کے بعض دیگر اعتراضات کے جوابات

مستشرقین نے قرآن پر جو مختلف اعتراضات کیے ہیں ان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس کو غیر الٰہی کتاب ثابت کیا جائے۔ اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے ان شاء اللہ یہ بات ثابت ہو چکی ہوگی کہ یہ قرآن غیر الٰہی کتاب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ آخری کتاب ہے اور اب اس کے بعد اللہ کی طرف سے کوئی دوسری کتاب اترنے والی نہیں ہے (فبای حدیث بعده یومنون) جہاں تک ان کے اور دوسرے اعتراضات ہیں تو ان کے جوابات یہ ہیں۔

Marfat.com

اللہ، توحید اور عقیدۂ آخرت پر اعتراض کا جواب

اللہ تعالیٰ کے بارے میں مستشرقین نے جو نکتہ آفرینیاں کی ہیں وہ خلط مبحث کی ایک نادر مثال کہی جا سکتی ہے۔

اللہ کے بارے میں مستشرقین کے اقوال واستشہادات سے یہ بات مزید کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اللہ کا تصور ہر دور اور ہر قوم میں موجود رہا ہے، ممکن ہے بابل میں اللہ کو ''الات'' (AL-LATU) اور یونانی میں (OOEDS) کہا جاتا ہو اور وہی نام آگے چل کر وہاں کی دیوی دیوتاؤں کے لیے بھی مستعمل ہونے لگا ہو۔ کیوں کہ قرآن میں اس کا ثبوت ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور اور ہر قوم میں نبی بھیجے ہیں لہٰذا بابل اور یونان میں ان کی آمد سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○ (یونس: ۴۷)

''ہر امت کے لیے ایک رسول ہے۔ پھر جب کسی امت کے پاس اس کا رسول آجاتا ہے تو اس کا فیصلہ پورے انصاف کے ساتھ چکا دیا جاتا ہے۔ اور اس پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جاتا ہے۔''

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۖ (ابراہیم: ۴)

''ہم نے اپنا پیغام دینے کے لیے جب کبھی کوئی رسول بھیجا ہے، اس نے اپنی قوم ہی کی زبان میں پیغام دیا ہے، تاکہ وہ انھیں اچھی طرح کھول کر سمجھائے۔''

عقیدۂ توحید سے متعلق اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ ایک نیا دین اور ایک نیا تصور خدا لے کر آئے ہیں۔ انھوں نے اس خدا کی وحدانیت کی دعوت دی جس کی طرف جملہ انبیائے کرام نے دعوت دی تھی۔ قرآن کا اعلان ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ

Marfat.com

(آل عمران: ۱۴۴)

"محمد اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں۔"

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ (البقرہ: ۱۳۶)

"مسلمانو! کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس ہدایت پر جو ہماری طرف نازل ہوئی ہے اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولاد یعقوب کی طرف نازل ہوئی تھی اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے تمام پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی تھی۔ ہم ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے مسلم ہیں۔"

یہ پیغمبروں میں وحدت دعوت و دین کی مثال ہے۔ عرب کے مشرکین میں بھی خدا کا تصور موجود تھا باوجود اس کے کہ وہ سینکڑوں بتوں کو پوجتے تھے تاہم وہ اس بات کو مانتے تھے کہ آسمان و زمین اور خود ان کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ یہ تصور ان کی اپنی دریافت نہیں تھی بلکہ گزشتہ نبیوں کی تعلیمات اپنے دھندلے نقوش میں موجود تھیں اور یہ انھی کا اثر تھا اور جو ان لوگوں کے ذہن سے اب وہ تعلیمات محو ہوتی جا رہی تھیں انھی کی یاد دہانی کے لیے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ عرب کی سرزمین میں مبعوث کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ○

(الزمر: ۳۸)

"ان لوگوں سے اگر تم پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے، تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے۔"

پھر کیا وجہ تھی کہ وہ سینکڑوں بتوں کے سامنے سر نیاز خم کرتے تھے۔ اس کی توجیہ خود مشرکین نے اس کی طرح ہے:

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ (الزمر:۳)

''وہ لوگ جنھوں نے اللہ کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (ان کا کہنا ہے کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں۔''

آخرت کے بارے میں مستشرقین کا یہ کہنا کہ قرآن دنیا سے روگردانی کا حکم دیتا ہے تو ان کا یہ کہنا بجا ہے۔ قرآن نے اس کی تعلیم دی ہے کہ آدمی دنیا حاصل کرنے سے زیادہ آخرت کی فکر کرے کیوں کہ یہ زندگی چندروزہ ہے اور وہ سدا رہنے والی زندگی ہے۔ یہ تعلیم مستشرقین کے لیے نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کے لیے ہے جو خدا اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ مستشرقین اور دنیا طالبوں کے لیے اس کی آزادی ہے کہ وہ جتنا چاہیں یہاں موج مستی کرلیں کیوں کہ آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝ (الشوریٰ:۲۰)

''جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اس کی کھیتی کو ہم بڑھا دیتے ہیں، اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے دنیا ہی میں سے دیتے ہیں۔ اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔''

عرش، لوح، میزان اور تخلیق آدم پر اعتراض کا جواب

عرش، کرسی، لوح محفوظ، میزان، تخلیق آدم، فرشتے، اللہ کی ربوبیت کے بارے میں ذریت آدم کی گواہی اور جنت وجہنم یہ ایسی چیزیں ہیں جن پر صرف ایمان لایا جاسکتا ہے ان کا مشاہدہ کرایا جاسکتا ہے نہ قرآن سے بڑھ کر ان کی حقانیت کی دلیل پیش کی جاسکتی ہے: فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (پس جس کا جی چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کردے)۔ جہاں تک ان کا یہودی ذرائع سے ماخوذ ومستفاد ہونے کی بات ہے تو یہودی قوم میں آئے ہوئے نبیوں نے بھی ان چیزوں کا ذکر کیا ہے جو ان کی روایتوں میں محفوظ ہیں۔ یہ تو قرآن مجید کی حقانیت

Marfat.com

کی مزید دلیل ہے۔ پھر ان کے تسلیم کرنے میں کون سی بات مانع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةَ وَکَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰی وَحَشَرْنَا عَلَیْهِمْ کُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا مَّا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ یَجْهَلُوْنَO (الانعام:۱۱۱)

''اگر ہم فرشتے بھی ان پر نازل کر دیتے اور مردے ان سے باتیں کرتے اور دنیا بھر کی چیزوں کو ہم ان کی آنکھوں کے سامنے جمع کر دیتے، تب بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے، الّا یہ کہ مشیت الٰہی یہی ہو (کہ یہ ایمان لائیں) مگر اکثر لوگ نادانی کی باتیں کرتے ہیں۔''

آسمان وزمین کے سات طبق، قرآن اور سائنس

آسمان وزمین کے سات طبق ہیں، یہ قرآن کا بیان ہے۔ اس کا مطلب ہے کائنات لامحدود وسعتوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ جدید فلکیاتی سائنس بھی اس بات کی تصدیق ... ہے کہ کائنات کی وسعتیں لامحدود ہیں۔ ایک فلکیاتی سائنس داں پیٹر ایم مل مین (PETER M.MII MAN) لکھتے ہیں کہ اگر بڑی سے بڑی دوربین سے دیکھا جائے تو آسمان پر نظر آنے والے تاروں سے بھی زیادہ کہکشائیں (Galaxies) نظر آئیں گی۔

مونٹ ولسن کیلیفورنیا کی رصدگاہ میں نصب شدہ دوسوانچ کی دوربین سے تقریباً ایک ارب کہکشائیں وقت واحد میں ۳ کے بعد ۲۲ صفر میل کے فاصلے کے اندر دکھائی دیتی ہیں۔ جدھر بھی آپ دوربین کو موڑیے یہی حال ہوگا۔

ان کہکشاؤں کا احاطہ بھی کچھ معمولی نہیں ان کے قطر ۱۰ ہزار نوری سال یا ۶ کے ... ۱۶ صفر میل سے لے کر ایک لاکھ نوری سال یا ۶ کے بعد ۱۷ صفر میل ہے۔ ۲ کہکشاؤں کے درمیان کا فاصلہ بھی ہزاروں لاکھوں نوری سالوں کا ہوتا ہے۔

تاروں کے مجموعہ اور دخانی مادوں کو کہکشاں (GALAXY) کہا جاتا ہے۔ ایک کہکشاں میں ... منجملہ ایک کھرب یعنی ایک کے بعد گیارہ صفر سے بھی زائد تارے ہوتے ہیں۔ ان کا مجموعی مادہ ... تقریباً ایک کھرب سورجوں کے مادہ کے برابر ہے۔ ہمارا سورج زمین سے ۱۴ لاکھ گنا بڑا ہے اور ...

Marfat.com

زمین کو اگر مٹی کا ڈھیر سمجھ لیا جائے اور روزانہ پانچ ارب انسان فی کس ایک ٹن مٹی دوسری جگہ منتقل کرنے لگیں تو تین ارب سال لگیں گے۔

جن کہکشاؤں کا ذکر کیا گیا ہے وہ صرف دھوؤں اور تاروں کا ڈھیر ہی نہیں بلکہ ان میں رفتار بھی ہے جو لاکھوں سے لے کر کروڑوں کیلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے فضائے بسیط میں دوڑ رہی ہیں[۷] ان ساری باتوں سے کائنات کی وسعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جب کہ قرآن کے مطابق یہ دنیاوی آسمان کے نیچے کی وسعت کا حال ہے جب کہ احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان اور دوسرے سے تیسرے آسمان تک علی ہذا القیاس ساتوں آسمانوں کے درمیان اتنی ہی دوری ہے جتنی کہ زمین سے پہلے آسمان کی دوری نظر آتی ہے۔[۸]

سائنس اور سائنس داں کو جب یہ بات تسلیم ہے کہ کائنات لامحدود وسعتوں میں پھیلی ہوئی ہے اور اس کا آخری کنارا کہاں ہے اس کا علم اس کے پاس نہیں ہے تو سات آسمانوں کے قرآنی عقیدہ کو تسلیم نہ کرنا کہاں کی دانش مندی ہے۔

جہاں تک ہندوؤں میں ہفت طبقات سفلی اور علوی کا سوال ہے تو اس کی توضیح وتشریح ہندو علماء ہی سے پوچھی جاسکتی ہے کہ ایک عظیم الجسامت سانپ (شیش ناگ) کے سر پر یہ طبقات قائم ہیں یا یہ کرۂ ارض فضائے بسیط میں مانند اور سیاروں کے گردش کر رہی ہے۔

قرآنی تعلیمات پر اعتراضات کے جوابات

قرآنی تعلیمات پر مستشرقین نے جو اعتراضات کیے ہیں ان کے جوابات علی الترتیب یہ ہیں۔

۱- اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو پسند کیا ہے اور اسی پر جملہ انبیائے کرام کی بعثت فرمائی ہے۔ تمام نبیوں کا پیغام ایک تھا۔ ان کی تعلیمات ایک سی تھیں۔ وہ سب ایک ہی خدا کی عبادت اور اس کی اطاعت کا حکم دیتے تھے۔ ہر نبی نے اپنی قوم کو اپنے احوال وحالات کے مطابق عبادات کے طریقے سکھائے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ تک ہر نبی نے اپنی قوم کو نماز وروزے کی پابندی کی تلقین کی اور اللہ سے سرکشی کے نتائج سے ڈرایا۔ لہٰذا پیغمبروں کی یکساں تعلیمات کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول نہیں تھے۔ یہ تو مزید اس پر ثبوت ہے کہ یہ تو اسی

Marfat.com

سلسلے کی آخری کڑی ہیں جن کے پہلے بے شمار انبیاء سمیت موسیٰ وعیسیٰ اللہ کے دین کو لے کر آئے۔

۲- قرآن کی تعلیمات جو اور جتنی ہیں ایک انسان کے لیے کافی ہیں اور تاریخ اس کی شاہد ہے کہ لوگوں کی زندگیاں ان کے مطابق ڈھلی ہیں۔ قرآن کی تعلیمات فطرت کے مطابق اور انسانی ضروریات کے بمقدار ہیں نہ کم ہیں نہ زیادہ نہ بوجھل ہیں نہ معمولی۔ وہ تعلیمات ایسی ہیں جن کو اپنا کر آدمی اس دنیا میں بھی باعزت اور باوقار زندگی گزار سکتا ہے اور آخرت میں بھی کامیابی سے ہم کنار ہوگا اور ایک انسان کو اس سے زیادہ اور کیا چاہیے۔

۳- جہاں تک یہ سوال ہے کہ قرآنی تعلیمات پر ایک قانون کی بنیاد قائم نہیں ہوسکتی یا اس میں ہر زمانے کے تقاضوں کا لحاظ نہیں ہے تو یہ بات حقیقت سے دور ہے۔ قرآن ایک مکمل نظام حیات ہے اور اس پر ایک نظام حکومت قائم ہو چکا ہے۔ عہد نبوی اور خلفائے راشدین کا دور اس کی بہترین دلیل ہے۔ پوری انسانی تاریخ میں اس سے عمدہ، پاکیزہ اور عدل وانصاف پر مبنی حکومت کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ آج مسلم ممالک اس قسم کی حکومت کے قیام سے قاصر ہیں اس کی وجہ قرآن کی خامیاں نہیں بلکہ خود مسلمانوں کی خامیاں اور کمزوریاں ہیں۔ اس کے باوجود آج سعودی عربیہ کی حکومت جس کو اسلامی حکومت کہا جاسکتا ہے ساری دنیا میں سب سے زیادہ خوش حال اور جرائم کے اعتبار سے سب سے زیادہ مامون ہے۔ کیا یہ اسلام اور اس کی تعلیمات کی برکتیں نہیں ہیں۔ پوری انسانیت آج عدل وانصاف اور امن وچین کے لیے کراہ رہی ہے۔ اگر حکمراں نظاموں (جمہوریت، اشتراکیت اور سرمایہ داری) میں اس کے لیے کچھ راحت کا سامان ہے تو کراہتی انسانیت کو سہارا کیوں نہیں ملتا۔ ع

اتنی نہ بڑھا پاکیِ داماں کی حکایت !
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

قصص اور تاریخی واقعات پر اعتراض کا جواب

قرآن مجید میں بلاشبہ قصص وتاریخی واقعات بیان ہوئے ہیں۔ ان کو من گھڑت قرار دینا اور ان کی صحت وواقعیت سے انکار کرنا دانش مندی نہیں حماقت، گمرہی اور بدقسمتی ہے اور گویا یہ

Marfat.com

بات ایسی ہی ہے کہ آدمی اپنے ماقبل انسانی تاریخ کی حقیقتوں اور واقعات سے انکار کردے۔

بائبل اور ماقبل کے صحیفوں میں بھی ان میں سے بعض واقعات بیان کیے گئے ہیں لیکن ان کی صحت پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ ان کتابوں میں حذف واضافہ معلوم ومسلم ہے۔ان واقعات کو صحیح رنگ اور پوری صحت کے ساتھ کوئی کتاب پیش کرتی ہے تو وہ قرآن مجید ہے۔اب ان کے بارے میں قرآن کی صحت پر شبہ کرنا انسان کی بدقسمتی کی سب سے بڑی مثال ہوگی۔

بائبل وغیرہ میں بزرگ انبیاء کے واقعات مسخ شدہ حالت میں پائے جاتے ہیں۔ان کے انبیائی کردار کو داغ داغ تو کیا ہی گیا ہے انسانی کردار بھی بھیانک صورت میں نظر آتا ہے۔ جب کہ قرآن میں ان بزرگ پیغمبروں کی زندگیوں کو انسانیت کے لیے نمونہ بنا کر پیش کیا گیا ہے۔اس کے باوجود ان کو بائبل وغیرہ سے ماخوذ ماننا انصاف کی بات نہیں ہے۔

قرآن مجید کی عربیت پر اعتراض کا جواب

قرآن عربی زبان میں ہے،عربی زبان سے مراد وہ زبان ہے جسے عرب لوگ اپنی بول چال میں استعمال کرتے ہیں۔اگر عربی زبان میں بعض الفاظ ایسے استعمال ہوئے ہوں جو ان کی زبان کا حصہ نہ ہوں لیکن وہ ان کے معنی ومراد کو خود سمجھتے ہوں تو یہ اعتراض کی بات نہیں ہے کیوں کہ ہر نبی نے اپنی قوم کی زبان ہی میں پیغام پہنچایا ہے۔

قرآن مجید کے دور نزول میں اہل عرب اس کے معنی ومفہوم کو خوب سمجھتے تھے۔اگر کسی نے قرآن پر ایمان نہیں لایا تو اس لیے نہیں کہ وہ اس کے لیے ناقابل فہم تھا بلکہ اس لیے کہ خود اس کے دل میں کجی تھی۔قرآن کے ہر لفظ اور ہر آیت کے معنی ومفہوم واضح ہیں اور اس بارے میں مفسرین کی ہزاروں کتابیں موجود ہیں آج بھی کوئی شخص اس پر ایمان نہیں لاتا ہے تو اس کی وجہ قرآن کی اجنبیت اور ناقابل فہم ہونا نہیں ہے بلکہ اس کا دل ہدایت کے لیے کھلا نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۝ (الانعام:۱۲۵)

”پس (حقیقت یہ ہے کہ) جسے اللہ ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے،اس کا سینہ اسلام

Marfat.com

کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہی میں ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے اور ایسا بھینچتا ہے کہ (اسلام کا تصور کرتے ہی) اسے یوں معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا اس کی روح آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے۔ اسی طرح اللہ (حق سے فرار اور نفرت کی) ناپاکی ان لوگوں پر مسلط کر دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔"

قرآن مجید کے نسخ پر اعتراض کا جواب

قرآن مجید میں بعض آیتیں منسوخ ہیں یہ صحیح ہے لیکن مستشرقین نے ان کی جو تعداد بتائی ہے وہ درست نہیں ہے۔ اس سلسلے میں علماء و مفسرین کی کافی بحثیں ہیں لیکن ان کی تعداد کی تفصیل میں جانے کے بجائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نسخ کے معنی و مفہوم کو واضح کر دیا جائے تاکہ اس سے مستشرقین کی پیدا کردہ غلط فہمیاں دور ہوں۔

لغت میں نسخ کے معنی زائل کرنے یا مٹا دینے کے ہیں۔ اصطلاح میں کسی عملی حکم کی مدت کی انتہا کا بیان کرنا جو تمام شرائط کے ساتھ جامع ہو، نسخ کہلاتا ہے۔ بعض امور ایسے ہیں جن میں نسخ ممکن نہیں ہے جیسے واقعات و قصص یا امور قطعیہ عقلیہ جیسے اللہ کا وجود وغیرہ اس کا نسخ نہیں ہوسکتا ہے اسی طرح امور حسیہ دن کی روشنی رات کی تاریکی کا بھی نسخ نہیں ہوسکتا ہے۔ بعض احکام جو واجب ہیں جیسے امنوا و لاتشرکوا اس میں بھی نسخ ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح ان احکام میں بھی نسخ ممکن نہیں جو دائمی اور ابدی ہیں جیسے "ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا" اور ان احکام میں جن کا وقت متعین ہے اس معین وقت کی آمد سے قبل نسخ کا امکان نہیں ہے، جیسے فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ۔ بلکہ نسخ صرف ان احکام میں واقع ہوسکتا ہے جو عملی ہیں اور وجود اور عدم وجود دونوں کا احتمال رکھتے ہوں، نہ دائمی ہوں اور نہ کسی وقت کے ساتھ مخصوص کیے گئے ہیں ایسے احکام کو احکام مطلقہ کہا گیا ہے۔

نسخ اصطلاحی کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ پہلے اللہ نے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا مگر اس کا انجام اللہ کو معلوم نہ تھا لہٰذا اس کی رائے اس کے خلاف قائم ہوئی اس لیے پہلے حکم کو ختم کر دیا کہ (نعوذ باللہ من ذلک) اس سے اللہ تعالیٰ کا جاہل ہونا لازم آئے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے یہ بات معلوم تھی کہ یہ حکم انسانوں پر فلاں وقت تک

Marfat.com

کے لیے باقی رہے گا پھر منسوخ کر دیا جائے گا پھر جب وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوسرا حکم بھیج دیتا ہے، جس سے کمی یا بیشی ہونا یا بالکل حکم ختم ہو جانا معلوم ہوتا ہے۔ یہ درحقیقت ایک حکم کی مدت وانتہا کا بیان ہے مگر چوں کہ بندوں کے سامنے پہلے حکم میں وقت اختتام کو ذکر نہیں کیا گیا ہوتا ہے اس لیے دوسرے حکم کے آنے پر ہم اپنی کوتاہ فہمی کے سبب یہ خیال کرتے ہیں کہ حکم منسوخ ہو گیا ہے۔

قرآن مجید میں تکرار اور صرف ونحو کی غلطیاں

قرآن مجید کے بعض مقامات میں بلاشبہ تکرار ہے لیکن اس کی حکمت ہدایت سے بے نور اور محروم دل ودماغ میں نہیں سما سکتی اس لیے اس کا بیان کرنا لاحاصل ہے۔ جہاں تک قرآن مجید کی بعض عبارتوں میں ضمائر کی غلطیوں کا سوال ہے تو وہ غلطیاں نہیں بلکہ مستشرقین کی عربی قواعد وضوابط سے ناواقفیت کی دلیل ہیں مثال کے طور پر "هذان خصمان اختصموا في ربهم" میں جو جمع کے صیغہ کے ساتھ بیان ہوا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ "اختصام" میں جماعت کے امکان کا فائدہ باقی رہے۔ دوسری صورت میں یہ افادیت جاتی رہتی جب کہ اس صورت میں بھی ذہن خود بخود تثنیہ حقیقی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور یہ عربی قاعدہ کے مطابق ہے کہ ضمیر کا مرجع خواہ لفظاً بیان کیا جائے خواہ معناً دونوں اعتبار سے صحیح ہے۔ اسی طرح الیاس اور طور سینا یہ دونوں اسم معرب ہیں اور ان کا دونوں صورتوں میں تلفظ جائز ہے۔ اسی طرح "وقطعناهم اثنتي عشرة اسباطا" میں اثنتی عشرة کی تمیز اسباطا نہیں بلکہ وہ مفہوم ہے جو "قطعناهم" کے اندر پایا جاتا ہے اور وہ قطعناهم اثنتي عشرة قطعة ہے۔ پس عدد بھی مونث ہے اور معدود بھی۔ پھر تعارض کہاں رہا۔

جمع وترتیب پر اعتراض کا جواب

قرآن مجید ایک کتاب ہدایت ہے اور اس میں تصنیفی ترتیب سے زیادہ انسانوں کی نفسیات کا لحاظ کیا گیا ہے اس لیے اس میں وہ ترتیب نہیں ہے جو کسی خاص موضوع پر لکھی گئی کتاب میں ملتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر آدمی گہرائی سے قرآن کا مطالعہ کرے تو اس کو سورتوں اور آیتوں کے مابین حیرت انگیز نظم وربط کا ادراک ہو گا بشرطیکہ آدمی قرآن مجید کے اسرار ورموز کو سمجھنے کی استعداد رکھتا ہو۔

Marfat.com

جہاں تک قرآن مجید کی موجودہ ترتیب کے بارے میں سوال ہے تو یہ بات سمجھ میں آنے والی نہیں ہے کہ کوئی شخص صحیح روایتوں کو کیوں کر جھٹلا سکتا ہے۔ احادیث میں اس کی صراحت ہے کہ آپ ﷺ نے قرآن مجید کی کتابت کے مواقع پر مختلف سورتوں کے تعین سے مختلف آیتوں کے بارے میں خصوصی طور پر تلقین فرمائی کہ فلاں آیت فلاں سورت میں لکھی جائے۔ اگر قرآن کی کوئی ترتیب عہد نبویؐ میں موجود نہ تھی تو اس روایت کی کیا توجیہ ہوگی(۹)

زمانۂ نزول قرآن کے بعد سے لے کر اب تک قرآن مجید کے مطالعہ اور اس کے علوم و معارف کے ادراک وانکشاف کے لیے ہزاروں اور لاکھوں علماء نے اپنی زندگیاں صرف کردی ہیں اور انھوں نے اپنی قرآن فہمی کی کوششوں کو تحریری شکل میں جمع بھی کیا ہے جو ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں لیکن ان میں سے کسی نے بھی اس کا انکشاف نہیں کیا کہ قرآن کی بعض آیتیں ضائع ہوگئی تھیں اور پھر دستیاب نہ ہوئیں یا پھر اس میں کسی قسم کی تحریف کی گئی ہے۔ یہ سہرا نولڈیکے اور ولیم میور کے سر بندھتا ہے کہ انھوں نے ڈیڑھ ہزار سال گزر جانے کے بعد اتنا عظیم انکشاف کیا۔ صحیح بات یہ ہے کہ:

وَلَوْلاَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْکَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْکَ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَکَ مِنْ شَيْءٍ ط وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْکَ عَظِيْمًاO (النساء:۱۱۳)

"اے نبیؐ! اگر اللہ کا فضل تم پر نہ ہوتا اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ نے تو تمھیں غلط فہمی میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا حالاں کہ درحقیقت وہ خود اپنے سوا کسی کو غلط فہمی میں مبتلا نہیں کر رہے تھے اور تمہارا کوئی نقصان نہ کر سکتے تھے۔ اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تم کو وہ کچھ بتایا ہے جو تمھیں معلوم نہ تھا اور اس کا فضل تم پر بہت ہے۔"

Marfat.com

حواشی

(۱) مثال کے طور پر دیکھیے: اعجاز القرآن للرافعی، اعجاز القرآن للباقلانی، اعجاز القرآن للواسطی، بیان الاعجاز لخطابی، دلائل الاعجاز للجرجانی، مناھل الفرقان للزرقانی، معترک القرآن فی اعجاز القرآن للسیوطی، اعجاز القرآن للرمانی۔

(۲) اس سلسلے میں بھی متعدد تصنیفات عربی اور اردو میں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ مثال کے طور پر یہ کتابیں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ القرآن والتفسیر العصری، ڈاکٹر عائشہ بنت الشاطی، مطبوعہ مصر ۱۹۷۰ء، تفسیر الآیات الکونیہ، ڈاکٹر عبداللہ شحامۃ، دارالاعتصام مصر ۱۹۸۰ء، التفسیر العلمی للآیات الکونیہ فی القرآن، حنفی احمد، دارالمعارف مصر ۱۹۶۰ء، القرآن واعجازہ العلمی، محمد اسماعیل ابراھیم، دارالفکر العربی مصر ۱۹۷۷ء، قرآن، بائبل اور سائنس، ڈاکٹر موریس بوکائی (اردو ترجمہ) کریسنٹ پبلشنگ کمپنی دہلی، علم جدید کا چیلنج، مولانا وحید الدین خان، مسلم ویلفیر سوسائٹی جموں و کشمیر، قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، ڈاکٹر ہلوک نور باقی (ترکی) اردو ترجمہ سید محمد فیروز شاہ، اسلامک بک فاؤنڈیشن نئی دہلی، ۱۹۹۴ء۔

(۳) تفصیل کے لیے دیکھیے اظہار الحق، علامہ رحمت اللہ کیرانوی، اردو ترجمہ بائبل سے قرآن تک، مولانا محمد اکبر سہارنپوری، مطبوعہ پاکستان۔

(۴) ایضاً، نیز دیکھیے سیرۃ النبیؐ، سید سلیمان ندوی، ج ۳، اخبار غیب کی بحث۔

(۵) اس سلسلے کی ساری تفصیل قرآنی آیات اور سائنسی حقائق سے ماخوذ ہے۔

(۶) آئن اسٹائن کی کہانی، سید شہاب الدین دسنوی، انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۹۷ء، ص ۱۳۷

(۷) اللہ کی عظمت، از عزیز احمد خاں

(۸) العقیدۃ الطحاویہ، دیکھیے بحث العرش والکرسی حق

(۹) سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب من جہر بہا۔

Marfat.com

Marfat.com

قرآن مجید سے متعلق مستشرقین کی کاوشیں

مستشرقین نے قرآن مجید پر مختلف طرح سے اعتراضات کیے ہیں لیکن جہاں تک ان کی نفس محنت اور لگن کا سوال ہے تو کسی بھی انصاف پسند کے لیے اس کے اعتراف کے بغیر چارہ نہیں کہ انھوں نے اسلامی علوم وفنون سے متعلق بحث وتحقیق میں نت نئے گوشے وا کیے ہیں کہ بسا اوقات مسلمان اسکالرس اور محققین کی بھی نگاہ وہاں تک نہیں جاسکی ہے۔ ذیل میں اس موضوع پر ان کے کاموں کی جو فہرست دی جارہی ہے وہ بہت جامع اور مانع نہ بھی ہو تو بھی اس سے اس حقیقت کا بہت کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

قرآن مجید سے متعلق مستشرقین کی کیا اور کتنی کوششیں ہیں یہ معلوم کرنا ایک دشوار کام ہے۔ کم ازکم اردو میں اس سلسلے میں کوئی قابل ذکر مواد نہیں ملتا ہے۔ راقم نے کچھ مختلف مآخذ میں منتشر مواد سے یہ فہرست تیار کی ہے، جسے اگرچہ مکمل نہ کہا جاسکے تاہم اس میں کسی حد تک مستشرقین کی قرآن مجید سے متعلق تصنیفات کا احاطہ ہوگیا ہے۔ اہل تحقیق وارباب نظر اس میں مزید اضافہ کرسکتے ہیں۔

مستشرقین کے ناموں کے صحیح تلفظ کے مقصد سے ساتھ ہی انگریزی نام بھی درج کردیا گیا ہے۔ ان کی پیدائش اور وفات کی سنین کا بھی اہتمام کیا گیا ہے جن کے بارے میں کچھ علم نہیں ہوسکا وہاں بیاض چھوڑ دی۔[1]

---

(۱) اس حصے کی تیاری میں المستشرقون، نجیب العقیقی، الاعلام للزرکلی، جائزۂ تراجم قرآنی محمد سالم قاسمی، سید عبدالرؤف عالی، سید محبوب رضوی، فرانسیسی میں تراجم قرآنی، معارف اعظم گڑھ اور مغرب میں اسلام کا مطالعہ، ڈاکٹر خالد مسعود، مطبوعہ فکر ونظر، اسلام آباد سے خصوصی استفادہ کیا گیا ہے۔

Marfat.com

بعض پادری مستشرقین

نام	ولادت/وفات	کیفیت
پی۔جے۔جیمس (P.J.Jomies)	المولود ۱۹۱۴ء	قرآن مجید سے متعلق متعدد مقالات لکھے۔(۱) قرآن میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، مطبوعہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، طبع دوم۔(۲) مصر کے معمولات زندگی میں قرآنی تعلیمات کی جھلکیاں، تونس، ۱۹۵۲ء۔ (۳) مجلہ المنار کا قرآنی تعلیقات پر ایک نظر، پیرس، ۱۹۵۴ء
پادری لامنس (P.H.Lammens)	۱۸۶۲-۱۹۳۷ء	''قرآن وحدیث'' مقالہ مباحث العلوم الدینیہ ۱۹۱۰ء، ''خصائص محمد'' ایضاً ۱۹۳۰ء قرآن کا دو زبانوں میں ترجمہ کیا۔ ۱۹۴۵ء اور دیگر مقالات لکھے ۱۹۴۵ء

اٹالوی مستشرقین

نام	ولادت/وفات	کیفیت
پادری دومینک جرمانوس (P.D Germanus)	۱۵۸۸-۱۶۷۰ء	لاطینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ یہ ماراتشی کے ترجمہ قرآن کے بعد سب سے پہلا لاطینی ترجمہ ہے۔
پادری ماراتشی (P.L.Marracci)	۱۶۱۲-۱۷۰۰ء	اٹالوی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔
نللینو کارلو (Nallino Carlo)	۱۸۷۲-۱۹۳۸ء	''قرآن سے ایک انتخاب'' کے نام سے کتاب لکھی۔ قرآن سے متعلق جاحظ اور اپنے خیالات کو جمع کیا۔
جویدی میکانجلو (Guidi Michelangelo)	۱۸۶۸-۱۹۴۶ء	''قرآن کی معتزلی تفسیر'' مقالہ مطبوعہ (روما) ۱۹۲۵ء۔ اٹالوی انسائیکلوپیڈیا میں قرآن سے متعلق مقالہ لکھا۔

Marfat.com

بونللی لیوگ (Bonolli,Luig)	۱۸۶۵-۱۹۴۷ء	اٹالوی میں قرآن کا حرفی ترجمہ کیا۔ ۱۹۲۹ء
برانکی (Branchi)		براہ راست عربی سے قرآن کا ترجمہ کیا۔ مطبوعہ روم ۱۹۱۳ء
اے۔فراکاسی (A.Fracassi)		قرآن کا اٹالوی ترجمہ کیا۔ مطبوعہ میلان ۱۹۱۴ء
ایم۔مرینو (M.Moreno)	المولود ۱۸۹۲ء	”مسلمانوں کے تراجم قرآن“ تصنیف مطبوعہ اشرف الحدیث ۱۹۲۵ء
اے۔بوزانی (A.Bousani)	المولود ۱۹۲۱ء	قرآن کا ترجمہ کیا اور اس کی تفسیر لکھی۔
پی-بونیچی (P. Boneschi)		”قرآن میں کسب واکتساب کے اعجازی معنی“ مقالہ مطبوعہ مجلہ الدراسات الشرقیہ ۱۹۵۵ء۔ ”لیبیا میں قرآنی درس گاہیں“ مقالہ مطبوعہ حولیات المعہد الشرقی ۱۹۴۳ء
واکا ورجینینا (Vacca. Virginia)		”قرآن کی بعض آیتیں“ مقالہ
رچرڈ بل (R. Bell)		قرآن کا انگریزی میں ترجمہ کیا نیز قرآن سے متعلق متعدد مضامین لکھے۔
سی-اے-سٹوری (C.A Storez)	المولود ۱۸۸۸ء	”قرآن کا ادب اور اس کی تاریخ“ تصنیف مطبوعہ لندن ۱۹۲۷ء
ٹی-بورکھارٹ (T. Burrekhart)		”توریت انجیل اور قرآن- ایک تقابلی مطالعہ“ تصنیف مطبوعہ ۱۹۳۸ء

Marfat.com

جیمس روبسون (J Robson)	المولود ۱۸۹۰ء	"اعجاز کے قرآنی مفہوم" مقالہ مطبوعہ صحیفہ جمعیۃ جلاسجوالشرقیہ ۱۹۳۹ء
اے۔جے آربری (A.J Arberey)	المولود ۱۹۰۵ء	قرآن کا ترجمہ کیا مطبوعہ نیویارک ۱۹۵۵ء طبع ثانی لندن ۱۹۵۹ء
اے آریوابین (A.Arrivabeen)	-	لاطینی ترجمہ سے اٹالوی میں قرآن کا ترجمہ کیا مطبوعہ ۱۵۴۷ء
کلزہ (Colza)		اٹالوی میں قرآن کا ترجمہ کیا
ونک-پنزیری (Vinc. Panzeri)		اٹالوی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ مطبوعہ ۱۸۸۲ء، ۱۹۱۲ء، ۱۹۱۳ء
ویلینٹی-ڈی (D. Violanti)		اٹالوی میں قرآن کا ترجمہ کیا، مطبوعہ ۱۹۱۲ء
فروجو (Frojo)		اٹالوی میں قرآن کا ترجمہ کیا مطبوعہ ۱۹۲۸ء

جرمن مستشرقین

فلوگیل جی (G. Flugel)	۱۸۰۲-۱۸۷۰ء	قرآن کا انڈکس تیار کیا لیکن بعض خامیوں کی وجہ سے مقبول عام نہ ہوسکا۔
فلاشیر ایچ-ایل (H.L. Fleisther)	۱۸۰۱-۱۸۸۸ء	تفسیر بیضاوی "انوار التنزیل فی اسرار التاویل" کا ترجمہ کیا۔
سیمون فائل (S. Weil)	۱۸۰۸-۱۸۸۹ء	"قرآن میں توریت کا تذکرہ" تصنیف مطبوعہ ۱۸۳۵ء
فرانکیل-ایس (S. Freandel)	۱۸۵۵-۱۹۰۹ء	"قرآن میں غیر عربی الفاظ" مقالہ برائے ڈاکٹریٹ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء

Marfat.com

بارتھ جے (J. Barth)	۱۸۵۱-۱۹۱۴ء	"قرآن کا ایک تعارف" مقالہ مطبوعہ الاسلام ۱۹۱۵ء
ویل ہاؤزن (Well-Hausen)	۱۸۴۴-۱۹۱۸ء	"قرآن کیا ہے؟" مقالہ مطبوعہ مجلہ الشرقیۃ الالمانیہ ۱۹۱۳ء
ایف-شوالی (F.Schwally)	۱۸۶۳-۱۹۱۹ء	"قرآن کا ایک مطالعہ" مقالہ مطبوعہ تکریم زاخاؤ ۱۹۱۵ء نولڈیکے کی کتاب "نصوص قرآن کی تاریخ" پر تحقیقی نظر ڈالی اور اس کو شائع کیا۔
سی-ایف-سیبولڈ (C.F. Seybold)	۱۸۵۹-۱۹۲۱ء	"کتب تفاسیر قرآن" مقالہ مطبوعہ تکریم زاخاؤ ۱۹۱۵ء
نولڈیکے-ٹی ایچ (T.H. Noldeke)	۱۸۳۶-۱۹۳۰ء	"نصوص قرآن کی تاریخ" تصنیف مطبوعہ ۱۸۶۰ء و دیگر مقالات
سچاؤ-ای (E. sachau)	۱۸۴۵-۱۹۳۰ء	قرآن کی سورتوں کی اپنے طور سے ترتیب قائم کی مطبوعہ ۱۹۲۸ء
جوزف ہورو ٹیز (J. Horouitz)	۱۸۷۴ء،۱۹۳۱ء	"قرآن کے اشتقاقات" مقالہ "قرآن کا تعارف" مقالہ مطبوعہ الاسلام ۱۹۲۳ء
کارل ہنری بیکر (C.H. Bacher)	۱۸۷۶-۱۹۳۳ء	نولڈیکے کی تحقیقات میں لغت قرآن کے قواعد، مقالہ مطبوعہ ۱۹۱۰ء
برجستراسر-جی (G.Bergstrasser)	۱۸۸۶-۱۹۳۳ء	"قرآن میں حرف نفی کا استعمال" مقالہ برائے ڈاکٹریٹ مطبوعہ ۱۹۱۱ء، طبع ثامن ۱۹۱۴ء "قرآن کے مشہور قراء اور ان کی سوانح" مقالہ ۱۹۱۲ء "علم قرأت کی تاریخ" مقالہ
ایچ-ہرشیفلڈ (H. Hirschfeld)	۱۸۵۴-۱۹۳۴ء	قرآن کی ترتیب کے بارے میں جدید تحقیقات، مقالہ مطبوعہ لندن ۱۹۰۲ء

Marfat.com

اسپیئر-ایچ (H. Speyer)	۱۸۹۷-۱۹۳۵ء	''قرآن میں کتابیوں کے قصے'' تصنیف مطبوعہ ۱۹۳۹ء
پول سوارز (P. Schwarz)	۱۸۶۷-۱۹۳۸ء	''غریب القرآن'' مقالہ مطبوعہ مجلہ الشرقیہ الالمانیہ
بومسٹارک-اے (A.Baumstarh)	المولود ۱۸۷۱ء	''قرآن میں عیسائی عقائد کی تشریح'' مقالہ ''قرآن میں یہودیت اور نصرانیت'' مقالہ مطبوعہ مجلہ الاسلام ۱۹۲۷ء
ای-ایزین (E. Eisen)		ابوعبید القاسم بن سلام کی کتاب ''فضائل القرآن و آدابہ'' کی نشرواشاعت میں حصہ لیا۔
او-پریٹسل	۱۸۹۳-۱۹۴۱ء	''قرآنی علوم اوران کے مراجع'' تصنیف ''علم قرأت کی تاریخ'' مقالہ نولڈیکے کی کتاب کی اشاعت میں حصہ لیا۔ دیگر بہت سے مقالات لکھے۔
کے-ارنیز (K. Ahrens)		''قرآن میں نصرانی تعلیمات کے اثرات'' مقالہ مطبوعہ مجلہ الشرقیۃ الالمانیۃ ۱۹۳۰ء
گریم (Grimme)	۱۸۶۴-۱۹۴۲ء	جرمنی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ مطبوعہ بادربون ۱۹۲۳ء
میٹوچ-اینگ (Mittwocheng)	۱۸۶۷-۱۹۴۲ء	اُبھری زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا
ای-رتیچلین (E. Revchlin)		عبرانی زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ جرمن میں ''شریعت کا قرآنی مفہوم''
مالیر-ایڈ (Ed. Mahler)	۱۸۵۷-۱۹۴۷ء	''دلیل القرآن'' تصنیف مطبوعہ لینبرگ ۱۸۸۱ طبع ثانی، پیرس ۱۹۲۵ء

Marfat.com

فیشر-ایگ (Aug. Ficher)	۱۸۶۵-۱۹۴۹ء	سورۂ قارعہ، تکاثر اور نجم پر مقالات لکھے، مطبوعہ مجلۃ الشرقیہ الالمانیہ
اڈولف جروہمان (A.Jerhuman)		''قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ، مقالہ مطبوعہ الصحیفہ الشرقیہ لفینیا ۱۹۱۴ء
پی-ای کیل (P.E. kahle)	المولود ۱۸۵۷ء	''قرآن اور عربی زبان'' مقالہ مطبوعہ ذکریٰ گولڈ زیہر ۱۹۴۱ء
ہرٹمن-آر (R. Hartmann)	المولود ۱۸۸۱ء	''قرآن کی تفسیر'' مقالہ مطبوعہ مجلہ الآداب الشرقیہ ۱۹۲۴ء
ریٹر-ایچ (H.Ritter)	المولود ۱۸۹۲ء	''استنبول کی لائبریریوں میں قرآن و احادیث کی مطبوعات'' مقالہ مطبوعہ الاسلام ۱۹۲۸ء و دیگر مقالات
جوہان فوک (J. Fuch)	المولود ۱۸۹۴ء	قرآن کا ترجمہ کیا مطبوعہ ۱۹۴۴ء ''قرآن کا تعارف'' مقالہ الآداب الشرقیہ ۱۹۳۳ء
آر-اے-کوبیرٹ (R.A. Kobert)		''قرآن کی تفسیر'' مقالہ مطبوعہ الاسلام ۱۹۴۸ء
اے-سپٹلر (A. Spitalor)	المولود ۱۹۱۰ء	''قرآن کا تعارف'' مقالہ مطبوعہ موتمر المستشرقین ۱۹۳۸ء
جوٹمین-ایس-ڈی (S.D. Goitein)		''قرآن میں نماز کا ذکر'' مقالہ
مارٹن لوتھر (Martin Lother)		جرمنی میں قرآن کا ترجمہ کیا
ایس-شویگر (S.Schweigger)		جرمنی میں قرآن کا ترجمہ کیا مطبوعہ نورمبرگ ۱۶۱۶ء ۱۶۶۴ء

Marfat.com

جوہان لینگر (Johann.Lange) — جرمنی میں قرآن کا ترجمہ کیا مطبوعہ ہیمبرگ ۱۶۸۸ء

ڈیوڈ نارٹر (David.Narreter) — جرمنی میں قرآن کا ترجمہ کیا مطبوعہ نورمبرگ ۱۷۰۳ء

آرنلڈ Theodor. Arnold) — جرمنی میں قرآن کا ترجمہ کیا مطبوعہ ہیمبرگ ۱۶۸۸ء

مگ لین Magglein) — جرمنی میں قرآن کا ترجمہ کیا فرانکفورٹ ۱۷۷۲ء

وکرٹ (Owkart) — جرمنی میں قرآن کا ترجمہ کیا ۱۸۸۳ء

المان (Alman) — جرمنی میں قرآن کا ترجمہ کیا ۱۸۸۳ء

مگ ہننگ (mag. Henning) — جرمنی میں قرآن کا ترجمہ کیا سپنبرگ ۱۹۰۱ء

ایف-گریگول (F. Grigeol) — جرمنی میں قرآن کا ترجمہ کیا ہال ۱۹۰۱ء

ایم-کلیمروتھ (M.Klamroth) — جرمنی میں قرآن کا ترجمہ کیا ہیمبرگ ۱۹۱۰ء

ایل-گولڈ اسمتھ (L.Gold. Schmith) — جرمنی میں قرآن کا ترجمہ کیا برلن ۱۹۱۶ء

روڈی باریٹ (Rodi Bareat) — جرمنی میں قرآن کا ترجمہ کیا بون ۱۹۶۵ء

انگریز مستشرقین

ولیم بڈویل (W.Bedwell) — ۱۵۶۱-۱۶۳۲ء — ترکی زبان میں تفاسیر قرآن کی فہرست تیار کی ۱۶۱۵ء

جورج سیل (Goerge.Sale) — ۱۶۹۷-۱۷۳۶ء — قرآن کا انگریزی میں ترجمہ کیا، لندن ۱۷۴۳ء (اب تک اس کے دسیوں ایڈیشن نکل چکے ہیں)

Marfat.com

جان جانیر (J. Gangnier)	۱۶۷۰-۱۷۴۰ء	قرآن کی روشنی میں حیات محمدؐ پر کتاب لکھی۔
ڈبلیو ایڈ وارڈ لین (W. E. Lane)	۱۸۰۱-۱۸۷۶ء	انگریزی میں قرآن کا ترجمہ کیا لیکن رومن کیتھولک چرچ کے حکم سے ضائع کر دیا گیا۔
پنریس جون (Penrice.John)		''مسلک البیان فی مناقب القرآن'' کے نام سے عربی میں کتاب لکھی پھر اس کا انگریزی ترجمہ کیا۔ لندن ۱۸۷۳ء
جے-ایم-روڈویل (J.m. Rodwel)		انگریزی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ متعدد بار طبع ہوا۔
ایڈورڈ ہنری پالمر (E.H. Palmer)	۱۸۴۰-۱۸۸۳ء	انگریزی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ لندن آکسفورڈ اور امریکہ سے شائع ہو چکا ہے۔
ولیم ناسو لیس (W.N. Lees)	۱۸۲۵-۱۸۸۹ء	زمخشری کی تفسیر ''الکشاف'' کی اشاعت میں حصہ لیا ۱۸۵۶ء
سر جیمس ولیم ریڈ ہاؤس (S.J.W.House)	۱۸۱۱-۱۸۹۲ء	''اسماء حسنیٰ پر چند ملاحظات'' تصنیف
ایڈ وارڈ سیل (Ed.Sell)		''قرآن کا تاریخی ارتقاء'' تصنیف مطبوعہ مدراس ۱۸۹۸ء
ایچ یو ڈبلیو-اسٹانٹون (H.U.W.Stanton)		''قرآن کی تفسیر و تشریح'' تصنیف
سر اڈوین ارنولڈ (S.C. Arnold)	۱۸۵۹-۱۹۳۳ء	''قرآن کے بعض اجزا کا متن'' مقالہ
اے-منگنا (A. mingana)	۱۸۸۱-۱۹۳۷ء	''خلق قرآن کا مسئلہ اور مسلمان'' مقالہ عربی و انگریزی میں قرآن پر دیگر مقالات لکھے

Marfat.com

ڈی ایس مارگولیتھ (D.S. Margolieuth)	۱۸۸۸-۱۹۴۰ء	سورۂ آل عمران کا ترجمہ کیا۔ دیگر مضامین لکھے۔
وہیری (Wherry)		قرآن کی تفسیر لکھی
مارماڈیوک پکتھال (M.D.Pickthal)	المولود ۱۸۷۵ء وفات ۱۹۳۶ء	انگریزی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ متعدد بار طبع ہوا (آپ نے اسلام قبول کیا)
ٹی ایف مائیکل (T.F.Mickel)	—	انگریزی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ کینیڈا ۱۹۶۴ء
ڈاکٹر مارکولن (Dr.Mackolin)		انگریزی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ ہل یونیورسٹی برطانیہ ۱۹۶۶ء
رابرٹ (Robart)		انگریزی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ میکسکو ۱۹۴۴ء
آر۔ روبرٹس (R. Robertus)		ان دونوں نے مل کر لاطینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔
ہرمانس (Harmans)		

امریکی مستشرقین

آر۔ ایم۔ ریفستال (R.M.Riefstahl)	۱۸۸۰-۱۹۳۶ء	"عہد سلجوقی کا قرآن" تصنیف ۱۹۳۳ء
آر۔ جے۔ ایچ۔ گوتھیل (R.J.H. Goltheil)	۱۸۶۲-۱۹۳۶ء	"قرآن کے طلائی نسخے" مقالہ مجلہ الدراسات الاسلامیہ ۱۹۳۱ء
جے۔ فنکل (J. finkel)		"قرآن میں اسرائیلیات" مقالہ عالم الاسلام ۱۹۳۲ء
ونکان، بلاک ماکڈونلڈ (D.B.0.Macdonald)	۱۸۶۳-۱۹۴۳ء	قرآن میں عقائد سے متعلق بحثوں کو مرتب کیا، مطبوعہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۲

Marfat.com

کومارازوامی (Coomaras. Wamy)	۱۸۷۷-۱۹۴۷ء	"قرآن کے صحیفے" مقالہ مطبوعہ المنتخب الفنی واشنگٹن ۱۹۲۰ء
تشارلز تورای (C.B.C. Torrey)	المولود ۱۸۶۳ء	"قرآن کریم" مقالہ تکریم براؤن ۱۹۲۲ء، "مفردات القرآن" مقالہ عالم الاسلام ۱۹۳۹ء و دیگر مقالات
سموئل ذویمر (S. Zewemer)	۱۸۶۷-۱۹۵۲ء	"تفسیر سورۂ اخلاص" مقالہ عالم الاسلام ۱۹۳۹ء "قرآن کے ترجمے" ایضاً ۱۹۱۵ء
تھومسون (W. Thomson)		"قرآن کا تعارف" مقالہ عالم الاسلام ۱۹۴۲ء
نیبھ عبوٹ (N. Abott)		"قرآن کا ایک مغربی نسخہ" مقالہ امریکہ ۱۹۳۸ء
اڈوین کالولری (E. Calverley)	المولود ۱۸۸۲ء	"قرآن کا تعارف" مقالہ عالم الاسلام ۱۹۳۲ء
اے-جفری (A. Jeffery)		قرآن کی قراءت سے متعلق متعدد مقالات لکھے۔ مطبوعہ عالم الاسلام ۱۹۲۴ء ۱۹۳۵ء ۱۹۳۸ء ۱۹۳۹ء مجلہ الدراسات الشرقیہ ۱۹۳۷ء ۱۹۴۰ء وغیرہ (انھوں نے قرآن کا قلمی نسخہ تیار کیا)
نیکل اے آر (A.R. Nykl)		قرآن کے بارے میں پالمر کی تحقیقات، مقالہ امریکہ ۱۹۲۶ء
الیف روزنتھال (F. Rosenthal)		"قرآن کا تعارف" مقالہ ذکری زادہ ۱۹۵۲ء
آر-اٹینگھوزن (R. Ettinghausen)		"عہد سلجوقی میں قرآن" مقالہ امریکہ ۱۹۳۵ء
اوستاس ہائیڈون (Oostas.Higdon)		"قرآن میں وحدانیت کا تصور" مقالہ

Marfat.com

فرانسیسی مستشرقین

پوسٹل (Postel)	۱۵۰۵ء-۱۵۸۱ء	"قرآن اور انجیل کی یکسانیت" تصنیف ۱۵۴۳ء۔ قرآن کا فرنچ میں ترجمہ کیا مطبوعہ ۱۸۴۰ء ۱۸۷۸ء "قرآن اور دیگر مذہبی تعلیمات" تصنیف مطبوعہ ۷۴-۱۸۲۲ء
ہوڈاس-او (O. Houdas)	۱۸۴۰-۱۹۱۶ء	قرآن مجید کے آخر ۶۴ سورتوں کا ترجمہ کیا۔
جوزف ہالیوی (J. Haleuy)	۱۸۳۷-۱۹۱۷ء	"قرآن میں سامری کا ذکر" مقالہ ۱۹۰۸ء
آر-جریو (R. Griveau)		"قرآن کی ایک آیت کا مطالعہ" مقالہ ۱۹۱۴ء
مونتہ-ای مانٹر (M.E. Monter)	۱۸۵۶-۱۹۲۷ء	فرانسیسی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ ۱۹۲۹ء
ہیورٹ-سی ایل (C.L. Huart)	۱۸۵۴-۱۹۲۷ء	"قرآن اور امیہ بن ابی صلت کے اشعار کے درمیان مناسبت کی وجوہ" تصنیف ۱۹۰۴ء، قرآن کی تفسیر لکھی ۱۹۲۱ء
آرتھر جیو (Guy Arthur)	۱۸۷۴-۱۹۲۸ء	قرآن کی آخری سورت کا ترجمہ کیا، ۱۸۶۴ء
پادری نو (P.F. Nau)	۱۸۶۴-۱۹۳۱ء	"قرآن میں نبی کا تصور" مقالہ ۱۹۲۷ء
سیدرسکی (Sidorski)		"قرآن میں قصے کہانیاں، انبیاء کی سیرتیں اور ان کا ماخذ" تصنیف ۱۹۲۳ء
الباروں کارادی فو (Carrd-de-yau-bon.B.)	المولود ۱۸۶۷ء	قرآن کی اشاعت میں حصہ لیا ۱۸۹۸ء

Marfat.com

ڈاکٹر مارڈورس (Dr. Mardrus.J)	۱۸۶۸-۱۹۴۹ء	فرانسیسی میں قرآن کا ترجمہ کیا، ۱۹۲۶ء
لیوی پرونسل (Levi Provencal)	۱۸۹۴-۱۹۵۶ء	”چودھویں صدی ہجری میں قرآن کی تفسیر“ تصنیف ۱۹۲۱ء
جان کینٹینو (Cantineau.J.)	۱۸۹۹-۱۹۵۶ء	”دمشق اور جزائر میں قرآن کا مطالعہ“ مقالہ حولیات معہد الدراسات الشرقیہ ۱۹۴۲ء
لوئیس مرسیو جی (G. Marsi)	۱۸۸۳-۱۹۶۲ء	”اصحاب کہف کون تھے“ مقالہ ۱۹۴۰ء
ڈیریڈون جی (G. Deredun)		”خلیفہ مرتضیٰ کے دور کے قرآن کے دو نسخے“ مقالہ ۱۹۵۴ء
کانرڈ ایم (M. Conard)	المولود ۱۸۸۸ء	”قرآن کے بارے میں“ مقالہ ۱۹۵۲ء
بلاشیر، ریٹری (R. Blachere)	المولود ۱۹۱۰ء	قرآن کا ترجمہ کیا، پیرس ۱۹۴۷ء
کلرمون جانو (R. Kalrmon)	۱۸۴۶-۱۹۲۳ء	”قرآن میں نفس کا تصور“ مقالہ ۱۹۴۸ء
نبٹوروسیو (N. Rusue)		فرانسیسی میں قرآن کا جزوی ترجمہ کیا،
ڈورائر (Dorayer)		فرانسیسی میں قرآن کا ترجمہ کیا متعدد بار شائع ہوا طبع چہارم ۱۷۱۶ء (اس ترجمہ سے متعدد مستشرقین نے استفادہ کیا ہے)
ایم سیراری (M.Sarary)		فرانسیسی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ کم از کم بیس ایڈیشن اس کے نکل چکے ہیں۔
رینوڈ (Reinaud)		فرانسیسی میں قرآن کا جزوی ترجمہ کیا۔

Marfat.com

جی۔ پوتھر (G.Pauthier)	فرانسیسی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ مطبوعہ پیرس ۱۸۵۲ء
گیلٹنٹ (Galtant)	فرانسیسی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ غیر مطبوعہ
جے جے مارکل (J.J. Marcal)	قرآن کا ترجمہ کیا۔ غیر مطبوعہ
میڈرنس (Madrans)	ترجمۂ قرآن مطبوعہ از پیرس ۱۹۲۶ء
ایڈورڈ مونٹیٹ (Ed.Montet)	فرانسیسی ترجمۂ قرآن ۱۹۲۵ء
ہنری مریسی (Henri. Mercies)	ترجمہ منتخبات قرآنی مراکش ۱۹۵۶ء
مارسل کیٹون (Citoyn. Marcel)	فرانسیسی ترجمۂ قرآن (جزوی طور پر)
بوناونتورادسیو (Bonnauenturadeseue)	فرانسیسی ترجمۂ قرآن
لی۔ لیبلوس (Le-Leblois)	”قرآن اور عبرانی بائبل“ تصنیف۔ اس میں سور الواقعہ اور الحدید کا ترجمہ بھی ہے۔
سینٹ ہلیر (St.Hilaire)	فرانسی میں قرآن کے اقتباسات شائع کیے۔
گرلوٹ۔ سی ایچ (C.H.Gillotte)	قرآن کے اقتباسات شائع کیے
پیسل او (O.Pesle)	فرانسیسی ترجمۂ قرآن ۱۹۴۶ء
آری پاریس (Heri Peres)	فرانسیسی میں سورۂ فاتحہ و بقرہ کا ترجمہ کیا، الجزا ۱۹۵۱ء

Marfat.com

روسی مستشرقین

کوفالفسکی (Kowalowiski)	۱۸۰۰-۱۸۷۸ء	قرآن کا براہ راست لاطینی میں ترجمہ کیا۔ غیر مطبوعہ
سابلوکوف (Sabloukou)	۱۸۰۴-۱۸۸۰ء	روسی زبان میں قرآن کا پہلا ترجمہ کیا۔ متعدد بار شائع ہوا۔ ۱۸۷۹ء
جے۔ایم۔گوتفالڈ (J.M. Gottwadt)	۱۸۱۳-۱۸۹۷ء	روسی زبان میں انڈکس تیار کیا جس میں قرآنی آیات اور جاہلی اشعار کو جمع کیا۔
بارتھولڈ (V.V. Barthod)	۱۸۶۹-۱۹۳۰ء	''قرآن میں سمندر کا تصور'' مقالہ ۱۹۲۵ء ''قرآنی اصطلاحات جدید نقطۂ نظر سے'' ۱۹۲۸ء مطبوعہ حولیات المتحف الآسیوی
کاشتالیوا (Kashlalerd)	۱۸۹۷-۱۹۳۹ء	''حنیفیت کا قرآنی تصور'' مقالہ ۱۹۲۷ء سورۃ الحج کا جزوی ترجمہ و دیگر مقالات۔
بوچمانون (Youchmamovn)	۱۸۹۶-۱۹۴۶ء	''لاطینی میں قرآن ایک جائزہ'' مقالہ مطبوعہ الصحافۃ والثورۃ ۱۹۳۲ء
کراچکوسکی (Kratchouski)	۱۸۸۳-۱۹۵۱ء	قرآن کا روسی زبان میں ترجمہ کیا۔ ''مجموعہ مخطوطات قرآنی'' ۱۹۱۷ء ''قرآن میں نجم کے معنی'' مقالہ لکھا
اوس پنزکی ایف (Uspensky.F)		قرآن سے متعلق مقالہ لکھا۔ مجمع العلوم ۱۹۱۷ء
اے۔اے۔سمینوف (A.A.Semenov)	۱۸۷۳-۱۹۵۸ء	''قرآن اسماعیلیوں کی نظر میں'' مقالہ المجلۃ ایران ۱۹۲۷ء
فیرا کراتشکوفسکایا (Krachkouskayavera)	المولود ۱۸۸۴ء	''سولہویں صدی عیسوی کے مخطوطات قرآن کے نوادرات'' ۱۹۶۰ء

Marfat.com

ڈیمٹر یوس کانیٹر (Demetriuskantemu)		روسی زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ پیٹرز برگ ۱۷۱۹ء
وربکین (Uerbkin)	۱۷۳۲-۱۷۹۵ء	روسی زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ مطبوعہ ۱۷۹۰ء

پولینڈی مستشرقین

بل بوجوفسکی (B. Bobowski)	۱۶۱۰-۱۶۷۵ء	ترجمۂ قرآن
اندرالی اکولتھس (A.Acoluthus)	۱۶۵۴-۱۷۰۴ء	قرآن کا ترکی و فارسی میں ترجمہ کیا۔ بعد میں اس کو نصوص القرآن کے نام سے شائع کیا گیا۔ ۱۷۰۱ء
میشیل اوتیخ (Mishil Otaikhc)	المتوفی ۱۷۲۹ء	لاطینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ (نامکمل) بولونی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ (نایاب)
اے۔ کازیمیرسکی (A.Kazi misski)	۱۸۰۸-۱۸۸۷ء	فرانسیسی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ بائیسواں ایڈیشن ۱۹۳۲ء
انانیاس زاجاتشکوفسکی (Zajaczkowski Ananiasz)	المولود ۱۹۰۳ء	قرآن کا ترجمہ کیا
ای۔ لیہمان (E.Lehman)		قرآن سے متعلق مقالہ لکھا۔ مطبوعہ الاسلام ۱۹۱۴ء
بوہل ایف (F. Buhl)	۱۸۵۰-۱۹۳۲ء	قرآن کے مختلف حصے کا ڈنمارکی میں ترجمہ کیا۔ دیگر مقالات لکھے۔ دراسات ہوبن ۱۹۲۶ء

Marfat.com

کرلیٹنسن (A.Christensen)	۱۸۷۵-۱۹۴۵ء	"قرآنی آیات کی جادوگری" تصنیف ۱۹۲۰ء
پیڈرسن (J. Pedersen)	المولود ۱۸۸۳ء	ڈنمارکی میں قرآن کا ترجمہ کیا، اسٹاک ہالم ۱۹۱۷ء۔ بعض سورتوں کا اسپینی میں ترجمہ کیا و دیگر مقالات لکھے۔
ڈاکٹر پول ٹیکسن (Dr.Poul. Tuxen)		ڈنمارکی میں قرآن کا ترجمہ کیا، کوپن ہیگن ۱۹۲۱ء

سویڈش مستشرقین

ٹورنبرگ (K.J.Tornberg)	۱۸۰۷-۱۸۷۷ء	سویڈش زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ لوند ۱۸۷۴ء
زٹرسٹیم (Zetter Steem)	۱۸۶۶-۱۹۵۳ء	سویڈش زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ اسٹاک ہالم ۱۹۱۷ء۔ "قرآن-محمد کی انجیل" تصنیف، اسٹاک ہالم ۱۹۰۶ء متعدد بار شائع ہوئی۔
بیرکیلانڈ (H. Birkeland)		"سورہ التین" پر مضمون لکھا۔ مطبوعہ ۱۹۳۷ء
کروسنٹولپ (Kronstolyp)		سویڈش میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ مطبوعہ اسٹاک ہالم ۱۸۴۳ء
بیرنات ہیللر (B. Heller)	۱۸۵۷-۱۹۴۳ء	"قرآن پر یہودی تعلیمات کے اثرات" مقالہ مطبوعہ الفصول الیہودیۃ ۱۹۲۸ء "قصص قرآنی" مقالہ عالم الاسلام ۱۹۳۴ء
سالمون اوسٹرن (Salmon Aostron)		"شرعی احکام اور جہاد" مقالہ مطبوعہ ۱۹۱۹ء۔ "قرآن میں اخلاق کا تصور" ۱۹۲۰ء

Marfat.com

اسپینی مستشرقین

ویرینٹ جینس (Verenet. Gines)		اسپینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ مطبوعہ ۱۹۵۳ء
پادری کابانیلاس (P.Cabanelas)	المولود ۱۹۱۶ء	"قرآن اور یوحنا شقوبی" مقالہ مجلہ الاندلس ۱۹۴۹ء
ڈی رولز (De Rolos)		اسپینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔
اورٹز ڈی (D.Vincenteortiz)		اسپینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ بارشلونہ ۱۸۷۲ء
مرگیونڈو (Marguinday)		اسپینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ میڈرڈ ۱۸۷۵ء
ڈاکٹر برانگو، انڈرس (Dr.Andrss.Borrogo)		اسپینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ بارشلونہ ۱۹۰۷ء
کیٹو (Cato)		اسپینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ میڈرڈ ۱۹۱۳ء ۱۹۳۱ء ۱۹۳۶ء
ڈاکٹر اینڈرسن (Dr. Andarson)		اسپینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ غیر مطبوعہ

پرتگالی مستشرقین

پادری یاہن (P. Yohan)	۱۷۵۰-۱۸۱۶ء	"معجم عربی لاطینی" کتاب میں قرآن کی بعض سورتوں کو درج کیا۔

Marfat.com

اسپرنجرا ے (A. Sprenger)	۱۸۱۳-۱۸۹۳ء	"الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی" پر مقالہ لکھا۔
کارل وللیرس (K. Vollers)	۱۸۵۷-۱۹۰۹ء	"قرآن مکی اور قدیم عربی لہجے میں" مقالہ
جایرآر (R. Jeyer)	۱۸۶۱-۱۹۲۹ء	"قرآن کا اسلوب" مقالہ مطبوعہ الصحیفۃ المشرقیہ فینا
الکوراگواو (O.Alcoragao)		پرتگالی میں فرانسیسی سے قرآن کا ترجمہ کیا۔
بکارادیگو (Bucara Viego)		پرتگالی میں قرآن کا ترجمہ کیا ۱۸۸۲ء
جوزپڈرومیگاڈو (Jose.Pdromaahado)		پرتگالی میں قرآن کا ترجمہ کیا ۱۹۴۶ء
کےحتی (K.hotti)		پرتگالی میں قرآن کا لغت تیار کیا

ہالینڈی مستشرقین

ارپانیوس (T.B.Erpennius)	۱۵۴۸-۱۶۲۴ء	قرآن کا ترجمہ کیا
پی جے-وتھ (P.J. Veth)	۱۸۱۴-۱۸۹۵ء	"قرآن اور محمد" کے موضوع پر پانچ مقالات لکھے۔ قرآن کا ہندی میں ترجمہ کیا۔
سنوک ہرجرونجہ (Snouck.Hurgrnije)	۱۸۵۷-۱۹۳۶ء	"قرآن میں حضرت ابراہیمؑ کا تذکرہ" مقالہ العالم الاسلام ۱۹۱۲ء
اے-جے-فنسک (.A.J.Wensinck)	۱۸۸۸-۱۹۳۹ء	"اشخاص اور مقامات اور قرآنی استشہادات" تصنیف مطبوعہ ملخص از لیدن۔ (حدیث کا انڈکس انہی کی سرکردگی میں تیار کیا گیا)

Marfat.com

کرامرز (Kramers)	۱۸۹۱-۱۹۵۱ء	براہِ راست قرآن کا ترجمہ کیا۔ ایمسٹرڈم، بروکسل ۱۹۵۹ء
ایتماڈی ایس (D.S. Attema)	المولود ۱۹۱۰ء	"اسلام میں قرآن کا تصور" مقالہ مطبوعہ ۱۹۵۲ء

لاطینی مستشرقین

تھیوڈورس ببلیانڈر (T.Baelboyander)	لاطینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ مطبوعہ سوئزرلینڈ (نامکمل)
لوڈوویکومراچیو (Ludouico.Maraccio)	قرآن کا متن بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کیا جس میں چالیس سال لگے۔
پی ڈی کلونی (P.D. Clvny)	لاطینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔
ڈومی نیکس (Dominkus)	قرآن کا ترجمہ کیا۔
جے-ایف فروریب (J.F.Fooriep)	لاطینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ ۱۷۶۸ء
پارو (Pareav)	لاطینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ غیر مطبوعہ
شروڈر (Schroeder)	لاطینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ غیر مطبوعہ
لیڈرلین (Lederlin)	لاطینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔
سائکس (Sikes)	لاطینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔
آگسٹن فائفر (A.Ptiffer)	لاطینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ ۱۶۷۸ء

Marfat.com

سیموئل گاٹ والڈ (S.G.Wald) — لاطینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔

کچھ دوسرے مستشرقین

ایل اے جے ٹولینٹ (L.A.J.Tollent) — ڈچ میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ مطبوعہ ٹبو پا ۱۸۵۹ء

کئی زرایس (S. Keiyzer) — ڈچ میں قرآن کا انگریزی سے ترجمہ کیا۔ مطبوعہ روٹرڈیم ۱۹۰۵ء ۱۹۱۶ء

ہرمینس وال ڈرہارٹ (Kermannus.Yonoet) — یونانی میں قرآن کا ترجمہ کیا ۱۷۴۳ء

پنٹاکی (Pentakie) — یونانی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ مطبوعہ ایتھنز ۱۹۲۸ء

ڈبلیو ایم ڈونسلاور (W.M.Donsuls) — قرآن کے منتخب حصوں کا مکاسرین میں ترجمہ کیا، مطبوعہ رائٹرڈم ۱۸۶۱ء

بی ایف میتھس (B.F.Mathes) — مکاسرین میں قرآن کا ترجمہ کیا۔

ٹوموف وسکولوف (Tomouef Shater) — بلغاری میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ مطبوعہ صوفیہ ۱۹۳۳ء

بوشکیفو (Boshkitow) — پولینڈی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ مطبوعہ وارسا ۱۸۵۸ء

جیکب زنکوک (Jacob.Szimkiewic) — پولینڈی میں قرآن شائع کیا۔

مکولوبیراٹک (Mikolobibartic) — سربین میں قرآن کا ترجمہ کیا۔ مطبوعہ بلغراد ۱۸۹۵ء

Marfat.com

زیڈ مارٹیگڈن (Szendmayereigeden)	ہنگری میں قرآن کا ترجمہ کیا۔۱۸۵۴ء
جرزان (Jarzen)	ہنگری میں ترجمہ قرآن
لورنز (Lorenz)	آرمینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔
کوری ٹین (Kourbation)	آرمینی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔۱۹۱۲ء
ایسوپیسکل (Eusue Paeskile)	رومانی میں قرآن کا ترجمہ کیا۔مطبوعہ ۱۹۱۲ء
زوماپردگدیون (Szendmayeretgodon)	آسٹیرین میں قرآن کا ترجمہ کیا۔
گیرسون (Ghirson)	آسٹیرین میں قرآن کا ترجمہ کیا۔
ویزلی (Wizly)	بوہیما میں قرآن کا ترجمہ کیا۔مطبوعہ پراگ ۱۹۳۵ء
نائیکی (Naiki)	بوہیما میں قرآن کا ترجمہ کیا۔مطبوعہ پراگ ۱۹۳۴ء

عہد حاضر کے کچھ مستشرقین

ایلفرڈ ٹی ویلش (Alfard.T.Wellash)	”قرآن کے اپنے متعلق بیانات کے تفسیری مضمرات“ مقالہ
اے ایچ ماتھیاسن (A.H.Mathesaen)	”کلمۃ اللہ اور نبوت عیسیٰؑ اور سورہ آل عمران کی آیات ۳۳-۶۲ کی بیانیہ تحلیل“ مقالہ

Marfat.com

رودن فائرسٹون (R.Fair.Ston)	"قرآن اور تفسیری ادب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حج اور روحانی سفر کا تذکرہ" مقالہ
بی ٹاڈلاسن (B.Tadelasan)	"اخباری تفسیر" مقالہ "اخباری شیعی طریقہ تفسیر" مقالہ
انتھونی جان (Anthone Johan)	"قرآن فطری یا رسمی زبان" مقالہ
جے ای وانسبورو (J.E.Wansborue)	"قرآن بطور الہامی کتاب" مقالہ
اینڈریو رپن (Endrrurepan)	"قرآن کے ذریعہ بائبل کی تفسیر" مقالہ
اوری روبن (Aory Roben)	"مثانی کی اصطلاح کے مسائل" مقالہ
نارمن کالٹرر (Narman Kaltare)	"تفسیر طبری سے ابن کثیر تک" مقالہ
ولفرڈ ماڈلنگ (W.Modlenge)	"تشیع کی قرآنی بنیادیں" مقالہ
ایل کونراڈ (L.Konerad)	"طب اسلامی کی ابتداء میں قرآن کا حصہ" مقالہ
آرون زیسو (Arven Zeuso)	"ابتدائی ظاہری تفاسیر" مقالہ

Marfat.com

مآخذ ومراجع

عربی

۱- قرآن مجید -منزل من اللہ عزوجل

۲- الاسلام والمستشرقون، ہاشم زکریا ہاشم، مطبوعہ جمہوریۃ العربیۃ المتحدۃ، ۱۹۶۵ء

۳- الاسلام والرسول فی نظر منصفی الشرق والغرب، احمد بن حجرآل بوطامی، مطبوعۃ الثقافۃ سالم حسن الانصاری الدوحۃ قطرطبع ثالث، ۱۳۹۸ھ

۴- اظہارالحق، العلامۃ رحمت اللہ کیرانوی، مطبوعۃ السعودیۃ العربیۃ۱۹۸۹ء

۵- الاعلام، خیرالدین الزرکلی، مطبوعہ مصر، ۱۹۴۹ء

۶- البخاری، الجامع الصحیح للامام البخاری

۷- دائرۃ المعارف القرن الرابع العشرین، محمد فرید وجدی، مطبوعہ مصر ۱۹۳۷ء

۸- دائرۃ المعارف للشعب، الدکتور جمال الدین الرمادی، مطبوعۃ قاہرہ ۱۹۶۱ء، ج۵

۹- الغارۃ علی العالم الاسلامی، تلخیص و تعلیق محب الدین الخطیب و مساعد الیافی قاہرہ، ۱۳۹۸ھ

۱۰- الفکر الاسلامی الحدیث وصلۃ بالاستعمار الغربی، الدکتور محمد البہی، دارالفکر بیروت ۱۹۷۰ء

۱۱- مایقال عن الاسلام، عباس محمود العقاد، بیروت ۱۹۷۱ء، دیکھیے موسوعۃ عباس

۱۲- مباحث فی علوم القرآن، مناع القطان، الدار السعودیۃ للنشر

Marfat.com

۱۳- المخططات الاستعمارية لمكافحة الاسلام، محمد محمود الصواف، طبع ثالث، قاهره ۱۹۷۹ء

۱۴- المستشرقون، نجيب العقيقی، دار المعارف قاهره ۶۵-۱۹۶۴ء

اردو

۱۵- اسلام اور مستشرقین، اول تا پنجم، سید صباح الدین عبدالرحمٰن مطبع معارف ۱۹۸۵ء، (فروری ۱۹۸۲ء میں دارالمصنفین اعظم گڑھ میں اسلام اور مستشرقین کے عنوان سے بین الاقوامی سیمینار ہوا تھا جس کی روداداس میں پیش کیے گئے مضامین و مقالات اور مستشرقین پر علامہ شبلی نعمانی وسید سلیمان ندوی کی تحریریں اس میں مرتب کی گئی ہیں۔ جلد چہارم کی ترتیب مولانا عبدالرحمٰن پرواز اصلاحی کی ہے باقی علامہ موصوف کی ہیں)

۱۶- اسلامیات اور مغربی مستشرقین ومسلمان مصنفین، سید ابوالحسن علی ندوی، لکھنؤ ۱۹۸۲ء

۱۷- جائزہ تراجم قرآنی، محمد سالم قاسمی، سید عبدالروؤف عالی۔ سید محبوب رضوی، مجلس معارف القرآن دیوبند ۱۹۶۸ء

۱۸- الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ، سرسید احمد خاں، مطبوعہ نول کشور، ۱۸۸۷ء

۱۹- سیرت نبویؐ اور مستشرقین، ولہاوزن، ترجمہ عبدالعلیم احراری، دہلی ۱۹۲۹ء

۲۰- فرنگیوں کا جال، امداد صابری، صابری پبلشرز دہلی ۱۹۴۹ء

۲۱- ماخذ القرآن، ڈاکٹر ٹسڈ ال، دیکھیے ماہنامہ نگار لکھنؤ کا قرآن نمبر، جنوری ۱۹۴۵ء

۲۲- یورپ اور قرآن، چراغ علی اعظم یار جنگ، دفتر وکیل امرتسر ۱۹۰۸ء

۲۳- یہودیت ونصرانیت، سید ابوالاعلیٰ مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی ۱۹۸۳ء

Marfat.com

ضمیمہ ۱

قرآن مجید پر مستشرقین نے جو اعتراضات کیے ہیں علمائے اسلام نے ہر دور میں ان کے جوابات دیے ہیں، یا ان کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔ اس کتاب کی تیاری کے وقت ان میں سے بہت سے حوالے نظر سے گزرے، افادۂ عام کے لیے ان کو یہاں نقل کیا جا رہا ہے۔

المستشرقون والقرآن	الدکتور اسماعیل، سالم عبدالعالی	رابطۃ العالم الاسلامی مکۃ المکرمۃ ۱۹۹۱ء
تاریخ القرآن	ابوعبداللہ الزنجانی	مطبع الاعلام الاسلامی، سپہر، طہران ۱۴۰۴ء
رسم المصحف العثمان واوهام	عبدالفتاح اسماعیل شلبی	دارالشروق، جدہ ۱۴۰۳ھ، طبع ثانی
المستشرقین فی قرأت القرآن الکریم دوافعها و دفعها		
القراء ت فی نظر المستشرقین والملحدین	عبدالفتاح عبدالغنی	مکتبہ الدار المدینہ المنورہ ۱۴۰۲ھ
معجم مصنفات القرآن الکریم	الدکتور علی شواخ اسحاق	دارالرفاعی، ریاض ۸۴-۱۹۸۳ء
القرآن فی نظر بعض المستشرقین	عجیل النشمیٔ	الوعی الاسلامی (ج) ۲۲/ ۳/ ۱۴۰۳ھ
القرآن فی رای المستشرقین	،،	الوعی الاسلامی (ع) ۲۱/ ۵/ ۱۴۰۳ھ
المستشرقون والقرآن الکریم	محمد صدرالحسن ندوی	البعث الاسلامی لکھنؤ، ص ۲۸، ع ۳، ۱۰،۱-۷ ۱۴۰۳ھ
اجلی البرهان تمجید القرآن	ٹھاکر داس کی کتاب عدم ضرورت قرآن کا جواب	بحوالۂ قاموس کتب اردو
اعزاز قرآن بجواب اعجاز القرآن	ناصرالدین ابوالمنصور دہلی	بحوالۂ قاموس کتب اردو
بائبل سے قرآن تک (ترجمہ اظہار الحق)	شیخ اکبر سہارنپوری عثمانی	مطبوعہ پاکستان ۱۳۸۸ھ، یہ وہاں سے تین بار شائع ہو چکا ہے۔
پیغام محمدی	سید محمد علی مراد آبادی	مطبع رحمانیہ مخصوص پور ۱۳۱۱ھ پادری صفدر علی کے نیاز نامہ اور پادری ٹھاکر داس کی عدم ضرورت قرآن کا جواب

Marfat.com

تائید الفرقان	محمد علی مراد آبادی محبوب مسیح	مراۃ القرآن کا جواب
تحریف القرآن کا جواب	غلام دستگیر ہاشمی قصوری	مطبوعہ ۱۸۹۱ء، ماسٹر رام چندر کی کتاب تحریف القرآن کا جواب
تنزیۃ الفرقان	سید محمد بھرت پوری	مفید عام آگرہ ۱۸۷۷ء، پادری عماد الدین کے قرآن پر اعتراضات کا جواب
تعریف القرآن	مولوی عبد الحق دہلوی	مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۹۵ھ، ماسٹر رام چندر کی کتاب تحریف القرآن کا جواب
تعلیم القرآن اور عمل یورپ	شمس الدین	فیض عام پریس علی گڑھ ۱۹۳۹ء
حرز جان	ناصر الدین ابو المنصور دہلوی	نصرت المطابع دہلی، عبد اللہ آتھم کے رسالہ اصلیت قرآن کا جواب
شہاب الاسلام موسومہ بہ کتاب نیاز	محمد علی مونگیری	پادری صفدر علی کی کتاب نیاز نامہ اور ٹھاکر داس کی کتاب عدم ضرورت قرآن کا جواب
صداقت قرآنی از کتب ربانی	مولوی سلیم اللہ	سر ولیم میور کے رسالہ شہادت قرآنی کا جواب
یورپ اور قرآن	چراغ علی اعظم یار جنگ	دفتر وکیل امرتسر ۱۹۰۸ء نولکشور اسٹیم پریس لاہور ۱۹۱۰ء
تاریخ ارض القرآن اور مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات	حافظ عمیر الصدیق ندوی	معارف، اعظم گڑھ، جنوری ۱۹۸۵ء
تحریف قرآن کی ناپاک یہودی سازش	محمد عبد الحق صادقی	البلاغ، ستمبر ۱۹۷۵ء
تاریخ تدوین قرآن اور مستشرقین	مولانا ابو القاسم نعمانی	سہ ماہی ترجمان الاسلام، بنارس
تراجم قرآن کی عالمی ببلوگرافی	اکمل الدین احسان اوغلو تبصرہ ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی	مجلہ علوم القرآن، علی گڑھ ۱۹۸۷ء
تراجم قرآن مجید تازہ بہ تازہ نو بہ نو	ڈاکٹر حمید اللہ پیرس	معارف، اعظم گڑھ، نومبر ۱۹۸۸ء
تاریخ ترتیب قرآن	علامہ شبلی نعمانی	مقالات شبلی، اول
قرآن کریم پر تاریخی اعتراضات	سید سلیمان ندوی	معارف، اعظم گڑھ، اگست ۱۹۱۶ء
قرآن کریم کے متعلق شبہات اور اس کا جواب	محمد تقی عثمانی	البلاغ، ستمبر ۱۹۴۷ء
قرآن مجید اور جرمنی	بیرن عمر	ترجمان القرآن، ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ

Marfat.com

قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ	عبدالماجد دریابادی	ترجمان القرآن، ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ
قرآن کریم کے انگریزی تراجم پر ایک نظر	نیاز قومی	الرشاد، اپریل-مئی ۱۹۸۵ء، اگست ۱۹۸۵ء
قرآن سے متعلق جرمنوں کی خدمات	ڈاکٹر محمد حمید اللہ پیرس	معارف ۱۹۸۶ء
قرآن مجید کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں	سعید احمد اکبرآبادی	برہان، فروری ۱۹۴۰ء
قرآن مجید اور موجودہ عصری تحقیقات	عبدالماجد دریابادی	الاصلاح، اپریل ۱۹۲۸ء
قرآن کریم اور مستشرقین	صغیر حسن معصومی	البلاغ ۱۹۶۹ء
قرآن اور مستشرقین	محمد جعفر شاہ پھلواروی	فاران، ستمبر ۱۹۷۶ء
قرآن غیروں کی نظر میں	عتیق فکری	فاران، ستمبر-اکتوبر ۱۹۵۲ء
قرآن کریم کے مغربی ناقدین	اسکندر احمد سہاروی	فاران، اپریل ۱۹۵۶ء
قرآن مجید کے روسی تراجم	جابر ابو جابر ترجمہ طلحہ ایوب اصلاحی	علوم القرآن، جولائی-دسمبر ۱۹۸۹ء
قرآنیات پر انگریزی تصانیف و تالیفات (ایک کتابی مطالعہ)	محمد عادل عثمانی	علوم القرآن، جولائی-دسمبر ۱۹۸۹ء
قرآن کریم ایک مسیحی کی نظر میں	تنظیم حسین	بینات، ستمبر ۱۹۸۰ء
قرآن کریم غیر مسلم مستشرقین کی نظر میں	محمد عبدالشکور	بینات، ستمبر ۱۹۷۵ء
قرآن مجید کے انگریزی ترجمے	عبدالماجد دریابادی	بینات، اگست ۱۹۶۴ء
قرآن کی تعلیمات-ایک انگریز کی نظر میں		فکر و نظر، جنوری ۱۹۷۰ء
قرآن کے خلاف مستشرقین کی چالیں	سید ابوالاعلیٰ مودودی	تفہیم القرآن، جلد ۴، ص ۱۴
قرآن اور محمدؐ کے خلاف مستشرقین کا اندھا تعصب	سید ابوالاعلیٰ مودودی	تفہیم القرآن، جلد ۴، ص ۴۰۴
قرآن کے خلاف مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات	سید ابوالاعلیٰ مودودی	تفہیم القرآن، جلد ۶، ص ۵۹، ص ۱۴۶، ۵۴۹، تا ۵۵۶
قرآن مجید کے انگریزی تراجم اور تفاسیر	ڈاکٹر عبدالرحیم قدوائی	سہ ماہی تحقیقات اسلامی، اکتوبر-دسمبر ۸۵

Marfat.com

قرآن مجید اور بائبل کے تراجم (ایک مختصر تقابلی مطالعہ)	ڈاکٹر محمود حسن	تحقیقات اسلامی، جولائی-ستمبر ۱۹۹۰ء
قرآن مجید اور غیر عربی رسم الخط کی شرعی حیثیت	نیاز قومی ایم اے	الرشاد، ستمبر ۱۹۸۵ء
جرمن میں علوم قرآنی کا مطالعہ	ناصر	الاصلاح، جولائی ۱۹۳۷ء
جمع وتدوین قرآن مجید اور مستشرقین	محمد عارف اعظمی	ترجمان القرآن، جنوری ۱۹۹۱ء
چینی زبان میں قرآن کے تراجم	ع-ز	معارف، اعظم گڑھ، فروری ۱۹۳۳ء
حقانیت قرآن اور مغرب کے غیر مسلم مصنفین	محمد تقی عثمانی	البلاغ، ستمبر ۱۹۷۵ء
کیا قرآن بائبل سے ماخوذ ہے	محمد ذکی	زندگی، رام پور، جون ۱۹۷۳ء
قرآن، اسلام اور رسول (غیر مسلموں کی نظر میں)	پروفیسر عبدالصمد صارم	نقوش، رسول نمبر، لاہور، جنوری ۱۹۸۳ء
قرآن مجید کے فرانسیسی ترجمے	ڈاکٹر محمد حمید اللہ پیرس	معارف، دسمبر ۱۹۵۹ء
قرآن اور مستشرقین	سید اطہر حسین	معارف، فروری ۱۹۸۳ء
قرآن مجید میں قصۂ ابراہیم اور مستشرقین کے اعتراضات	مولانا ضیاء الدین اصلاحی	معارف، مارچ ۱۹۸۳ء
قرآن پر بین الاقوامی کانگریس (دہلی)	سید صباح الدین عبدالرحمان	معارف، جنوری ۱۹۸۳ء
مستشرق نولدیکی اور قرآن مجید	محمد اویس ندوی	معارف، دسمبر ۱۹۴۲ء
مستشرقین کے نزدیک نبوت اور وحی کے دلائل	مولانا ضیاء الدین اصلاحی	معارف، ستمبر ۱۹۸۱ء
مسلم بک ریویو قرآن نمبر	تبصرہ ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی	علوم القرآن، علی گڑھ، جنوری-دسمبر ۱۹۸۸ء
وحی از روئے قرآن اور مدعی کا تضاد بیانی (مستشرقین کے خیالات کی تردید)	سید سلیمان ندوی	معارف، نومبر ۱۹۴۰ء
یورپ اور قرآن کے عدیم الصحۃ ہونے کا دعویٰ	علامہ شبلی نعمانی	سلسلۂ اسلام اور مستشرقین جلد چہارم، مقالات شبلی، اول

Marfat.com

ضمیمہ ۲

زیر مطالعہ موضوع پر ویب سائٹ www.muslim-library.com پر الاستشراق کے ذیل میں نیچے درج کی گئی کتابیں مطالعہ کی جاسکتی ہیں:

۱- وحی الله حقائقه و خصائصه فی الکتاب والسنة نقض مزاعم المستشرقین/ حسن ضیاء الدین عتر۔

۲- اهداف الترجمات الاستشراقیة لمعانی القرآن الکریم ودوافعها / محمد اشرف علی الملیباری۔

۳- دراسة القرآن الکریم عندالمستشرقین فی ضوء علم نقد الکتاب المقدس/ محمد خلیفه بن حسن أحمد۔

۴- نبوة محمد (ﷺ) فی الاستشراق الفرنسی المعاصر/ عبدالکریم فرحات

۵- حولة فی کتاب نولید که تاریخ القرآن / احمد عمران الزاوی۔

۶- ثبت مراجع حول ترجمات معانی القرآن الکریم الصادرة فی اسبانیا/ سیف الاسلام بن عبدالنور الهلالی۔

۷- المستشرقون ومصادر التشریع الاسلامی/ عجیل جاشم النشمی۔

۸- رد الطعون الواردة / موسیٰ البسیط

۹- الوحی القرآنی فی الفکر اللاهوتی / عبدالراضی بن محمد عبدالمحسن

۱۰- مصدر القرآن الکریم فی رأی المستشرقین / محمد السید راضی جبرئیل

۱۱- تاریخ حرکة ترجمة معانی القرآن الکریم من قبل المستشرقین ودوافعها و خطرها/ محمد حمادی الفقیر التمسمانی

۱۲- ترجمة اوری روبین لمعانی القرآن الکریم / محمد محمود ابوغدیر

۱۳- کتاب القرآن وعالمه للمستشرق الروسی حول کتاب الله / السمیر رفائیل کولیف

۱۴- آراء المستشرقین حول القرآن الکریم وتفسیره- دراسة ونقد / عمر بن ابراهیم رضوان۔

۱۵- الرسالة احمدیه فی المولفات الغربیة / محمود حمدی زقزوق

۱۶- سوره طٰه فی الترجمات العبریة لمعانی القرآن الکریم / عامر الغرناطی الجابری

۱۷- ترجمة معانی القرآن الکریم والمستشرقون/ محمد مهر علی

۱۸- الدخیل من اللغات القدیمة علی القرآن من خلال کتابات بعض المستشرقین/ مساعد بن سلیمان بن ناصر الطیار

Marfat.com

۱۹- الخطاب الاستشراقی والقرآن الکریم / عبدالرزاق عبدالحمید الدرو
۲۰- الوحی القرآنی فی المنظور الاستشراقی ونقده / محمود ماضی
۲۱- اسالیب المستشرقین فی ترجمة معانی القرآن الکریم- دراسة اسلوبیة لترجمتی سیل واربری/ حسن سعید غزاله
۲۲- موقف المستشرقین من القرآن الکریم / عدنان الوزان
۲۳- المستشرقون و القرآن الکریم / محمد امین حسن محمد بن عامر
۲۴- دراسة نقدیة لترجمة معانی القرآن الکریم الی اللغة الانکلیزیة / عبدالله الخطیب
۲۵- القرآن الکریم من المنظور الاستشراق- دراسة نقدیة تحلیلیة/ محمد محمد ابولیلة
۲۶- المستشرق الیلیجا کولا اکنلادی ومنهجه فی نرجمة معانی القرآن الکریم الی لغة الیوربا/ عبدالغنی اکوریدی عبدالحمید
۲۷- نبوة محمد (ﷺ) فی الفکر الاستشراقی المعاصر/ خضر شایب
۲۸- مناهج المستشرقین اللالمانی فی ترجمات القرآن الکریم فی ضوء نظریات الترجمة الحدیثة/ محمود محمد حجاج رشیدی
۲۹- المستشرقون والقرآن - دراسة نقدیة لمناهج المستشرقین/ عمر لطفی العالم
۳۰- آراء المستشرقین حول مفهوم الوحی / ادریس حامد محمد
۳۱- المستشرقون وترجمة القرآن الکریم / محمد صالح البنداق
۳۲- آراء المستشرقین الفرنسیین فی القرآن الکریم / احمد نصیری
۳۳- اشکالیة تآثر القرآن الکریم بالاناجیل فی الفکر الاستشراقی الحدیث / عبدالحکیم فرحات
۳۴- مصادر القرآن الکریم عند المستشرقین/ صدرالدین بن عمرو کوموش
۳۵- نقض دعوی المستشرقین بتحریف القرآن خلال المقارنة مع کتب اهل الکتاب / احمد معاذ علوان حقی
۳۶- مناهج المستشرقین البحثیة فی دراسة القرآن الکریم / حسن عزوزی
۳۷- الدراسات الاستشراقیة للقرآن الکریم فی رویة اسلامیة / ادریس مقبول
۳۸- بحث حول نزول القرآن علی سبعة احرف وبعض مطاعن جولد تسهیر/ عفاف علی شکری
۳۹- الاثر الاستشراقی فی موقف محمد ارکون من القرآن الکریم / محمد بن سعید السرحانی

Marfat.com

۴۰- دعاوبالطاغين فى القرآن الكريم فى القرن الرابع عشر الهجرى والرد عليها / عبدالمحسن بن زيد المطيرى
۴۱- الشبه الاستشراقية فى كتاب مدخل الى القرآن الكريم للدكتور محمد عابدالجابرى/ عبدالسلام والبكارى والصديق بوعلام
۴۲- الرؤية الاستشراقية الاحرف السبعة والقراء ات القرآنية / رجب عبدالمرضى عامر
۴۳- المستشرق الالمانى، بيرجشتر اسر و آثاره فى الدراسات القرآنية ومنهجه فيها / ناصر بن محمد بن عثمان المنيع
۴۴- جهود العلماء المسلمين فى دراسة الكتابات الاستشراقية حول القرآن الكريم / على ابراهيم النملة
۴۵- مواقف المستشرقين من جمع القرآن الكريم ورسمه وترتيبه - عرض و نقد/ ابوبكر كافى
۴۶- المستشرقون والقرآن ... دراسة ترجمات نفر من المستشرقين الفرنسيين للقرآن الكريم وآرائهم فيه / ابراهيم عوض
۴۷- الرد على المستشرق اليهودى جولدتسيهر فى مطاعنه على القراء ات القرآنية ، مؤلف/ محمد حسن جيل، مترجم/ عمر لطفى العالم
۴۸- منهج الاسقاط فى الدراسات القرآنية عند المستشرقين / محمد عامر عبدالحميد مظاهرى ، مترجم/ عمر لطفى العالم
۴۹- القرآن الكريم فى دراسات المستشرقين / مشتاق بشير الغزالى ، مترجم/ عمر لطفى العالم
۵۰- مصدر القرآن الكريم/عبدالودود بن مقبول حنيف، مترجم/ عمر لطفى العالم
۵۱- ملاحظات على مساهمات المستشرقين فى الدراسات القرآنية ، المؤلف/ شتيفان فيلد، المترجم/ عمر لطفى العالم
۵۲- دراسة معان القرآن الكريم الى لانجليزية للمستشرق ارثر جے آربرى/ هثيم بن عبدالعزيز ساب
۵۳- الدراسات القرآنية عند المستشرقين / عبدالرزاق هرماس
۵۴- دراسة ترجمة معانى القرآن الكريم الى اللغة الفرنسية التى اعده ساريجس بلاشير ، المؤلف/ فودى سوريا كمارا، المترجم/ الدكتور سمير عبدالحميد ابراهيم
۵۵- تاريخ القرآن بين تساهل المسلمين وشبهات المستشرقين / اسماعيل أحمد الطحان

Marfat.com

۵۶- القراء ات فی نظر المستشرقین والملحدین/ عبدالفتاح عبدالغنی القاضی
۵۷- تاریخ تطور ترجمة معانی القرآن الکریم الی لغة الیوربا / عبدالرزاق عبدالحمید الدرو
۵۸- ملاحظات علی ترجمة معانی القرآن الکریم للمستشرق الفرنسی جاک بیرک/ حسن بن ادریس عزوزی
۵۹- شبهات حول القرآن الکریم / محمد عمارة
۶۰- ملاحظات علی ترجمة معانی القرآن الکریم الی اللغة الهولندیة للمستشرق الهولندی ، د/فرید سیماهاوس / سفیان سوری سریجار
۶۱- الاستشراق والقرآن الکریم، مقدمة لرصد "وراقی" ببلوجرافی/ علی ابراهیم النملة
۶۲- رسم المصحف العثمانی واوهام المستشرقین فی قراء ات القرآن الکریم/ عبدالفتاح اسماعیل شلبی
۶۳- القرآن الکریم فی دوائر المعارف الیهودیة / محمد الهواری

Marfat.com

ادارہ کی چند اہم مطبوعات

بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد	ابن رشد رمترجم ڈاکٹر عبیداللہ فہد فلاحی	1300
قرآن مجید بحیثیت ماخذ سیرت	مولانا عمر اسلم اصلاحی	460
مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن	پروفیسر اختر اواسع	220
تفسیر اور اصول تفسیر	فیصل احمد ندوی	340
تاریخ ارض القرآن	علامہ سید سلیمان ندوی	560
قرآن مجید کی تفاسیر یں چودہ سو برس میں		560
شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی قرآنی خدمات	پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی	360
قرآن مجید کے آٹھ منتخب اردو تراجم کا تقابلی مطالعہ	ڈاکٹر شکیل اوج	360
برصغیر میں مطالعہ قرآن	ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی	320
اسلام یہ ہے (علامہ محمد غزالی)	ترجمہ: ابو مسعود اظہر ندوی	360
محمد ﷺ سب کے لیے	غطریف شہباز ندوی	560
سیرت نبوی ﷺ پر اعتراضات کا جائزہ	ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی	350
تذکرہ المحدثین (3 جلد)	مولانا ضیاالدین اصلاحی	1600
اسلام اور جدید فکری مسائل	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	480
جرح وتعدیل	ڈاکٹر اقبال احمد محمد اسحٰق	600
رہبر تخریج حدیث	ڈاکٹر اقبال احمد محمد اسحٰق	240
تاریخ تحفظ سنت اور خدمات محدثین	ڈاکٹر اقبال احمد محمد اسحٰق	680
فقہ اسلامی (تعارف اور تاریخ)	پروفیسر اختر الواسع	340
دین رحمت	شاہ معین الدین ندوی	360
مختصر تاریخ خلافت اسلامیہ	مولانا عبدالقدوس ہاشمی	380
اسلامی فقہ کے اصول مبادی	ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی	300
معلم لغۃ القرآن (نیا ایڈیشن)	سید اعجاز حیدر	300
تعدیل رجال بخاری	مولانا حبیب الرحمن الاعظمی	340
عصر حاضر کی نفسیاتی الجھنیں اور ان کا اسلامی حل	مولانا سلطان احمد اصلاحی	260

Marfat.com